ایک عام سی لڑکی

نگہت عبداللہ

"نینی! ادھر دیکھو کتنا بڑا امرود۔"
کاشی نے بہت جوشیلے انداز میں اس کا بازو ہلا کر امرود کی طرف اشارہ کیا تو وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے بولی۔
"کہاں ہے؟ مجھے نظر نہیں آ رہا۔"
"اندھی ہو گئی ہو کیا؟" اس سے نو سال چھوٹے کاشی نے کہا تو وہ اچھل پڑی۔
"ہائیں یہ تم نے اندھی کسے کہا؟"
"تمہیں۔" نشی فوراً بول پڑی۔
"نہیں میں نشی کو کہہ رہا ہوں۔" کاشی نے امرود کے لالچ میں نشی کا نام لیا تو وہ مطمئن ہو گئی۔
"اچھا چلو، مجھے امرود دکھاؤ۔"
"وہ، وہ رہا۔" کاشی نے پھر اشارا کیا تو اب وہ جھک کر کاشی کے سر کے ساتھ سر ملا کر اس کے ہاتھ کی سیدھ میں دیکھتے ہی چیخی۔
"ہاں نظر آ گیا۔ جاؤ کوئی ڈنڈی لاؤ۔"
"ڈنڈی وہاں تک نہیں جائے گی۔ پتھر مارو۔" نشی نے کہا تو وہ فوراً بولی۔
"ہاں پتھر، پتھر لاؤ۔"
"خود اٹھا لاؤ نا وہ ڈھیر پڑا ہے۔" کاشی اور نشی اپنی جگہ چھوڑنے کو تیار نہیں ہوئے۔

"بہت کام چور ہو تم دونوں، جاؤ اب تمہیں امرود نہیں ملے گا۔"
وہ جھنجلاتی ہوئی جا کر مٹھی میں پتھر بھر لائی اور ایک ایک کر کے تاک کر نشانہ لگانے لگی، لیکن ہر بار ادھر نشانہ خطا ہوتا ادھر کاشی اور نشی اس پر ہنسنے لگتے جس سے وہ مزید جھنجلا گئی۔
"میں یہ امرود گرا کر رہوں گی اور تم دونوں کو اس میں سے ایک بیج بھی نہیں ملے گا۔"
"واہ دکھایا میں نے ہے۔"
"جی نہیں پہلے میں نے دیکھا تھا۔" کاشی اور نشی آپس میں لڑنے لگے۔
"تم دونوں تو چپ کرو۔"
اس نے چیخ کر دونوں کو چپ کرایا اور آخری پتھر کھینچ کر مارتے ہی اس کے منہ سے ایک اور چیخ نکل گئی کیونکہ پتھر امرود کی بجائے گیٹ کی طرف آتے شخص کے ماتھے پر جا لگا تھا۔
"اوئی یہ تم نے کس کو مار دیا؟" نشی نے گھبرا کر کہا تو وہ جلدی سے نیچے بیٹھتے ہوئے بولی۔
"چپ، نیچے ہو جاؤ۔"
"میں امی کو بتاتا ہوں۔" کاشی کہتا ہوا بھاگ کر سیڑھیاں اتر گیا۔ اس کے پیچھے نشی بھی دوڑ گئی۔
"کتنے کمینے ہیں دونوں سارا الزام میرے سر رکھ دیں گے اور امی بھی یقین کر لیں گی ابھی بتاتی ہوں انہیں۔"
وہ ان کے پیچھے جانے کے لیے اٹھی تھی کہ اس شخص کو بیل کا بٹن دباتے دیکھ کر دوبارہ بیٹھ گئی۔

مکمل ناول

اسلام علیکم!
ہمیں اپنے Blog kitabdost
http://kitabdostpk.blogspot.be
اور readingpoint
http://readingpointpk.blogspot.be
کے لیے لکھاریوں کی ضرورت ہے جو ہمارے لیے ناولز
لکھ سکیں جو خواتین و حضرات شوقین ہیں وہ
ہمیں اپنی تحریر (ناول،ناولٹ،افسانہ قسط وار ناول)
اس میل آی ڈی پہ سینڈ کر سکتے ہیں
maisrasultan@gmail.com
فیس بک پہ بھی اس میل کے زریعے رابطہ کریں

"اُف! یہ بھی امی سے شکایت کر کے ہی جائے گا، میں نے جان بوجھ کر تھوڑی مارا ہے۔ یہ خود ہی سامنے آگیا تھا۔"

اس نے بڑبڑاتے ہوئے اپنے تئیں بہت احتیاط سے سر اونچا کر کے منڈیر سے جھانکا تو وہ اتفاق سے ادھر ہی دیکھ رہا تھا۔

"ہائے اللہ!" وہ پھر سے نیچے بیٹھ گئی۔ "یہ تو جا ہی نہیں رہا۔ کاشی اور نشی کی خصلت کا لگتا ہے۔ شکایت کیے بغیر جائے گا ہی نہیں۔"

"اور امی خود تو ڈانٹیں گی ہی ابو سے بھی کہیں گی اور اگر ابو کو غصہ آگیا؟" میں ابو کے غصے سے بچنے کی خاطر فوراً کھڑی ہو گئی۔

ادھر وہ شخص اب گیٹ کی طرف پیٹھ موڑے کھڑا تھا غالباً کسی کے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔

"ہشت شش۔" اس نے اسے متوجہ کرنے کے لیے منہ سے آواز نکالی اور جیسے ہی اس نے دیکھا دونوں ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہو گئی۔

"سوری۔"

وہ اشارے سے پوچھنے لگا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔

"معافی مانگ رہی ہوں۔ اب خدا کے لیے جائیں یہاں سے۔"

وہ دانت پیس کر قدرے اونچی آواز میں بولی تو اس نے گیٹ کی طرف پتا نہیں کیا اشارہ کیا۔

"گھر میں کوئی نہیں ہے۔ صرف میں اور وہ میرے چھوٹے بہن بھائی ہیں۔ بڑا کوئی نہیں ہے جس سے آپ میری شکایت کریں گے اور کیوں کریں گے شکایت، میں نے معافی تو مانگ لی ہے۔" وہ الٹا اس پر ناراض ہونے لگی تو وہ پیٹھ موڑ کر کھڑا ہو گیا۔

"توبہ کتنا ڈھیٹ ہے۔"

"نشی! امی جانے کس کونے سے اسے پکار رہی تھیں۔ وہ بھی اب اس کی شامت آنے والی ہے بھاگتی ہوئی نیچے آئی۔

"جی! آرہی ہوں۔"

"ارے وہ لفافہ بتاؤ کہاں رکھا ہے جو صبح تمہارے ابو دے گئے تھے۔" امی نے جھنجھلا کر کہا۔

"مجھے نہیں پتا۔" یہ جواب اس کے پاس ہمیشہ تیار رہتا تھا۔

"تمہیں کسی بات کا پتا ہوتا ہے۔" ادھر امی کو یہی کہنا تھا لیکن ان سے پہلے نشی دروازے میں آکر بولی تھی۔

"تو چپ کر نہیں تو بتاتی ہوں۔" وہ نشی کو مارنے اس کے پیچھے بھاگی۔

"امی امی!" نشی جا کر امی سے لپٹ گئی۔

"ہائیں شرم نہیں آتی تمہیں، اپنے آپ کو دیکھو اور اسے دیکھو، پورے آٹھ سال چھوٹی ہے تم سے۔" امی اپنی تلاش ترک کر کے اسے ڈانٹنے لگیں۔

"تو آپ مجھے کیوں ڈانٹ رہی ہیں۔ اسے سمجھائیں چھوٹی ہو کر زبان چلاتی ہے۔" اس نے کہا تو امی مزید تیز ہو کر بولیں۔

"تم خود موقع دیتی ہو اسے۔ بڑا بننے کا شوق ہے تو کام بھی بڑوں والے کرو، تب چھوٹے تمہاری عزت کریں گے۔"

"آپ بھی مجھے ہی الزام دیں گی۔"

"اچھا بس کام کرنے دو، وہ لفافہ کہاں ہے۔" امی کو پھر لفافہ یاد آگیا۔

"کون سا لفافہ؟" اس نے روٹھے لہجے میں پوچھا۔

"صبح تمہارے ابو نے تمہارے سامنے ہی تو دیا تھا۔"

"وہ ادھر فریج پر رکھا ہے۔" اس کے بتاتے ہی امی کو یاد آگیا۔

"ہاں وہیں تو رکھا تھا میں نے، جاؤ جلدی اٹھا کر باہر دے آؤ۔"

"باہر پھینک آؤں۔" اس نے فریج کے اوپر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"پھینکنے کو کس نے کہا ہے۔ باہر آدمی کھڑا ہے اسے دو۔" امی کے دانت پیسنے پر وہ لفافہ ہاتھ آتے ہی

UrduPhoto.com

بھاگ پڑی اور جیسے ہی گیٹ کھولا سامنے اسی شخص کو دیکھ کر ٹھٹک کر بولی۔

"آپ گئے نہیں؟"

"کہاں؟" اس نے سرتاپا اسے دیکھ کر پوچھا تو وہ پیشانی پر بل ڈال کر بولی۔

"مجھے کیا پتا آپ کو کہاں جانا ہے۔"

"پھر پوچھا کیوں؟"

"غلطی ہو گئی، معاف کر دیجیے۔" اس نے ہاتھ جوڑے تو وہ لفافہ دیکھ کر بولا۔

"لائیے۔"

"کیا؟" وہ سمجھی نہیں۔

"یہ لفافہ۔" اس نے لفافہ لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو وہ فوراً دونوں ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے بولی۔

"آپ کو کیوں دوں؟"

"پھر کسے دیں گی؟"

"وہ۔" اس نے ادھر ادھر دیکھا اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا تب کھسیا کر لفافہ اس کی طرف بڑھا دیا۔

"لیجیے۔"

"شکریہ اور سنیں کسی اور کے سامنے ہاتھ مت جوڑیے گا۔" اس نے لفافہ لے کر کہا۔ وہ کچھ اس انداز سے مسکرا رہا تھا کہ اس نے گھبرا کر گیٹ بند کر دیا۔

ایک تو وہ تھی ٹین ایج میں، دوسرے آٹھ سال کے وقفے سے پیدا ہونے والے بہن بھائی کے ساتھ رہ کر اس کی حرکتیں بھی بچوں والی ہوا کرتی تھیں۔ جبکہ قد کاٹھ سے اپنی عمر سے کافی بڑی لگتی تھی لیکن اسے بالکل احساس نہیں تھا۔ انتہائی لاابالی لاپروا اور بڑی حد تک غیر ذمہ دار۔ کھانے، سونے اور پڑھنے کے علاوہ اگر اسے کوئی کام تھا تو چھوٹے دونوں کے ساتھ کھیلنا اور کھیلنے کے بعد لڑنا بھی ضرور۔ کھیلتے ہوئے احساس نہیں ہوتا تھا کہ وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہی ہے، لیکن لڑتے ہوئے فوراً احساس ہوتا کہ بچے اس کے ساتھ بدتمیزی کر رہے ہیں۔ تب وہ دونوں کو پیٹ کر رکھ دیتی جس سے وہ اور زیادہ زبان چلاتے تھے اور اس کے کتنے نام رکھ چھوڑے تھے۔

"موٹی بھینس۔" حالانکہ وہ موٹی نہیں تھی۔

"لمبی اونٹ۔" سروقد ضرور تھی۔

چھوٹے دونوں اس سے مار کھانے کے بعد ناراض ہو کر آپس میں ایسی باتیں کرتے تھے۔

"میں آئندہ موٹی بھینس کا کوئی کام نہیں کروں گا۔ ڈنگ ڈونگ منگوائے گی نا ساری راستے میں کھا جاؤں گا۔"

"میں بھینی کو اپنی گڑیا کی شادی میں بھی نہیں بلاؤں گی۔ پہلے بھی سارے چاول چٹ کر گئی تھی۔"

اور وہ بھی کچھ دیر بعد سب بھول کر آجاتی۔

"آؤ لوڈو کھیلیں۔"

وہ دونوں آنکھوں آنکھوں میں ایک دوسرے کو اشارا کرنے لگتے۔ "نہیں جانا، نہیں کھیلنا۔"

"کیا ہوا نہیں کھیل رہے۔"

دونوں چپ "بات نہیں کرنی۔"

"ارے یاد آیا صبح دودھ پھٹ گیا تھا۔ بڑے مزے کا کھویا بنے گا۔ میں ابھی بناتی ہوں۔"

اسے اچانک یاد آیا تھا فوراً کچن کی طرف بھاگی تو وہ دونوں بھی خفگی بھول کر اس کے پیچھے بھاگے آئے۔

"ہمیں بھی کھلاؤ گی۔"

"کھانے کے لیے کیسے بھاگے آتے ہو۔"

"تم بھی تو ہماری چیزیں چھین کر کھاتی ہو۔" نشی

نے کہا تو وہ رعب سے بولی۔
"اچھا بس پچھلی باتیں دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"میں کھویا کھاؤں گا۔" کاشی کی نیت صرف کھوے پر لگی تھی اور کچھ نہیں سننا چاہتا تھا۔

"ایک شرط پر دوں گی۔" اپنی منوانے کا ایسا موقع ہاتھ آتا تھا۔ (کبھی کبھی)

"کیا؟" دونوں ایک ساتھ بولے۔

"مجھے آپی کہا کرو، کیونکہ میں تم دونوں سے بڑی ہوں کیا کہو گے۔" اس نے دونوں کے منہ سے سننا چاہا۔

"آپی۔۔۔!"

"ہاں شاباش اب جاؤ تم دونوں آرام سے کھیلو جب کھویا بن جائے گا میں تمہیں بلا لوں گی۔" اس نے کاشی کا گال تھپک کر کہا تو وہ فوراً" بولا۔

"نہیں تم کھا جاؤ گی۔"

"ہائیں!" اس نے آنکھیں نکالیں۔ "اعتبار نہیں ہے مجھ پر اور یہ تم کیا ہوتا ہے۔"

"آپ کھا جائیں گی۔" نشی نے فوراً" اسے عزت دے ڈالی۔

"نہیں میں بالکل نہیں کھاؤں گی۔ تم جاؤ اندر اور جب تک میں نہ بلاؤں مت آنا ورنہ میں چکھاؤں گی بھی نہیں۔"

اس کی دھمکی پر دونوں خاصی مشکوک نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اندر چلے گئے تب اس نے پتیلی کے نیچے چولہا جلایا اور پھر چمچ چلانے کے ساتھ ساتھ گنگنانے بھی لگی تھی۔

پندرہ منٹ ہو گئے۔ پھٹے ہوئے دودھ میں پانی سوکھ کے نہیں دے رہا تھا۔ وہ کھڑے کھڑے تھک گئی کیونکہ کام کی عادت نہیں تھی۔ یہ نہیں تھا کہ اسے شوق ہی نہیں تھا بلکہ ابو کی اپنی منطق تھی کہ جب تک بچی پڑھ رہی ہے گھرداری میں لگانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بے چاری امی ہی سارا وقت لگی رہتی تھیں اوپر کے کاموں کے لیے ماسی تھی اور وہ بس ایسے ہی کام کیا کرتی تھی۔ کبھی میٹھا کھانے کو دل چاہا تو کچن میں جا گھسی اور شاذ و نادر ہی اس کے ہاتھوں کوئی چیز بن پاتی۔ ورنہ اکثر امی کی صلواتوں کے ساتھ چھوٹے دونوں کی کھی کھی سننی پڑتی تھی۔ اس کے بعد وہ آئندہ کچن میں جانے سے توبہ کر لیتی اور پھر کچھ دنوں بعد بھول بھی جاتی تھی۔ بہرحال اس وقت ایک تو وہ کھڑے کھڑے تھک گئی تھی دوسرے کاشی اور نشی کی کوئی آواز نہیں آ رہی تھی جس سے وہ کھٹکی کہ اتنی شرافت سے تو وہ دونوں بیٹھنے والے نہیں ہیں ضرور اس کی الماری کی تلاشی لے رہے ہوں گے اور ادھر دھیان جاتے ہی وہ چولہا دھیما کیے بغیر دبے پاؤں اندر آئی تو واقعی وہ دونوں اس کی الماری میں گھسے اس کے چاکلیٹس پر ہاتھ صاف کر رہے تھے۔

"میں بھی کہوں اتنے آرام سے کیسے بیٹھے ہیں۔" اس نے ان کے سر پر جا کر کہا تو دونوں اچھل کر کھڑے ہوئے اور بھاگنا چاہتے تھے کہ اس نے دبوچ لیا۔

"مجھے کھویا پکانے میں لگا دیا! میں تمہاری نوکر ہوں۔ نکالو میرے چاکلیٹ۔"

"امی، امی!" دونوں چلانے لگے تو امی گھبرا کر بھاگی آئیں۔

"کیا ہو رہا ہے۔ ہائیں اتی بڑی لوتھا کی لوتھا بچوں کو مارتے شرم نہیں آتی، چھوڑو۔" امی اس کے شکنجے سے دونوں کو چھڑانے کی سعی کرتے ہوئے بولیں۔ "تم نے دو باپ کو بہت سر چڑھا لیا ہے انہوں نے تمہیں۔"

"اور آپ نے جو ان کو سر چڑھایا ہوا ہے۔ اتنے اتنے سے ہیں اور کتنی بدتمیزی کرتے ہیں میرے ساتھ یہ آپ کو نظر نہیں آتا۔"

"سب نظر آتا ہے مجھے، تمہیں خود اپنی عزت کروانی نہیں آتی ہر وقت ان کے ساتھ لگی رہو گی تو یہی سلوک کریں گے۔"

"کر کے تو دیکھیں آئندہ میرے ساتھ بدتمیزی، منہ توڑ کے رکھ دوں گی بڑے آئے کہیں سے۔ میرے سارے چاکلیٹ کھا لیے۔" وہ روہانسی ہو گئی۔

"تو کیا ہوا کھا لیے تو۔" امی نے کہا پھر ایک دم

UrduPhoto.com

سُن سُونگھ کر ادھر ادھر دیکھ کر بولیں "یہ جلنے کی بو کہاں سے آ رہی ہے۔"

"جلنے کی، اللہ میرا کھویا۔" وہ تیر کی سی تیزی سے بھاگی تھی، لیکن کچن میں داخل ہونے کی ہمت نہیں ہوئی کیونکہ پتیلی کے اندر سے بھی دھواں اٹھ رہا تھا۔

"ستیاناس کیا چڑھا کر گئی تھی۔" پیچھے سے امی نے اس کی کمر پر دھموکا مارتے ہوئے کہا۔

"کھویا، کھویا آپا کتنا اچھا کھویا بن رہا ہے۔"

"آپی! دھاپی! کھویا کھاؤ گی۔" چھوٹے دونوں کو موقع مل گیا مزید اسے چڑانے لگے، ادھر امی اسے کوسے جا رہی تھیں۔ وہ آنکھوں میں آنسو بھرے اپنے کمرے میں آ گئی۔

"کیا ہوا جو پتیلی جل گئی، کرتے کرتے ہی کام آتے ہیں۔ لیکن امی کو صرف ڈانٹنا آتا ہے اور وہ بھی صرف مجھے، ان دونوں کو کچھ نہیں کہیں گی۔ میرے سارے چاکلیٹ کھا لیے اور ان ہی کی وجہ سے میرا کھویا بھی جل گیا۔ آئندہ میں کبھی ان سے بات نہیں کروں گی۔ کتنے مطلبی ہیں۔ ہوم ورک کروانے کے لیے کیسے خوشامد کرتے ہیں۔"

"نینی! میری ڈرائنگ بنا دو۔ اب بنا کے دوں گی نا اچھی طرح، کمینے، ذلیل کام کے وقت آپی ورنہ دھاپی۔"

وہ مسلسل بڑبڑا کر دل کی بھڑاس نکال رہی تھی۔ پھر ایسے ہی سو گئی اور خود سے تو وہ کبھی نہیں اٹھتی تھی۔ جھنجھوڑنا پڑتا تھا۔ شام میں امی پتا نہیں بھول گئیں یا ناراضی کی وجہ سے نہیں اٹھایا تھا۔ جب ابو آ گئے اور انہوں نے اس کا پوچھا تب نشی بھاگی آئی۔

"نینی! اٹھو ابو آ گئے ہیں۔"

"اٹھو نا، ابو بلا رہے ہیں۔"

نشی نے اس کے سر کے نیچے سے تکیہ کھینچ کر اس کے منہ پر دے مارا تو وہ اس کی اس بدتمیزی پر کھول کر رہ گئی۔ بولی کچھ نہیں اور صرف ابو کی وجہ سے کمرے سے نکل کر آئی تو وہ اسے دیکھ کر پوچھنے لگے۔

"کیا بات ہے بیٹا! طبیعت ٹھیک ہے؟"

"جی۔" وہ روٹھی روٹھی سیدھی واش بیسن پر چلی گئی اور منہ ہاتھ دھو کر آئی اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔

"ارے کیا ہوا بیٹا؟" ابو کو اس کی ذرا سی چپ بری طرح کھلتی تھی "آنسو! مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟"

"اس گھر میں میرے ساتھ بہت برا سلوک ہوتا ہے۔ میں آپ کی بیٹی نہیں ہوں۔" وہ روتے ہوئے بولی۔ "امی ہر وقت ڈانٹتی ہیں کاش۔ کاشی! نشی اتنی بدتمیزی کرتے ہیں کہ میں بتا نہیں سکتی۔ میرا مذاق بھی اڑاتے ہیں۔ امی انہیں کچھ نہیں کہتیں وہ ان کی اپنی اولاد ہیں نا اور میں۔"

"تم میری بیٹی ہو۔" ابو اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولے۔ "مجھے بتاؤ امی کیوں ڈانٹتی ہیں۔"

"مجھ سے پتیلی جل گئی تھی اور اگر برتن ہاتھ سے چھوٹ جاتے ہیں تو اس میں میرا کیا قصور، میں کوئی جان بوجھ کر تھوڑی توڑتی ہوں۔ کاش نشی مجھے نینی پھینی کہتے ہیں اور موٹی بھینس۔ آج دونوں نے میرے سارے چاکلیٹ کھا لئے کھویا بھی ان کی وجہ سے جلا تھا اور ڈانٹ مجھے پڑی۔" بچوں کی طرح روتے ہوئے اس نے شکایات کا دفتر کھول دیا تھا۔

ابو نے ساری صورت حال سمجھ کر اس وقت کاشی، نشی کو بلا کر بہت ڈانٹا تو امی آ کر کہنے لگیں۔

"کچھ اس کو بھی سمجھائیں۔ اتنی بڑی ہو گئی عقل نام کو نہیں۔"

"سمجھ جائے گی، وقت کے ساتھ سب سمجھ آ جاتی ہے۔ چلو بیٹا! آپ منہ دھو لو اچھے بچے روتے نہیں ہیں۔"

ابو نے امی کو جواب دے کر اس سے کہا تو وہ شوں شوں کرتی اٹھ کر چلی گئی۔

"نہیں آپ کی یہ باتیں اسے کبھی بڑا نہیں ہونے دیں گی۔" امی نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے اس کا رونا برداشت نہیں ہوتا، نہ میں اسے ڈانٹ سکتا ہوں اور تم بھی مت ڈانٹا کرو۔ بہت چھوٹے دل کی ہے۔" ابو نے کہا تو امی گہری سانس لے

کرولیں۔
"لڑکیوں کے ساتھ اتنی محبت اور نرمی اچھی نہیں ہوتی آگے پتا نہیں نصیب میں کیا لکھا ہو۔"
"اللہ سے اچھی امید رکھو میری بیٹی کا نصیب بہت اچھا ہے۔" ابو نے جس انداز سے کہا امی سمجھ گئیں کہ وہ اس سلسلے میں کچھ نہیں سنیں گے جب ہی خاموش ہو رہی تھیں۔

♥ ♡ ♡ ♥

وہ اپنی بات پر قائم نہیں رہ سکتی تھی۔ اکثر تہیہ کرتی چھوٹے دونوں سے بات نہیں کرے گی لیکن اگلے وقت بھول جاتی اور اس بار چھوٹے دونوں نے اس سے بات نہ کرنے کی قسم کھائی تھی۔ کیونکہ اس نے انہیں ابو سے ڈانٹ پڑوائی تھی اور وہ اپنی قسم توڑنے پر تیار نہیں تھے۔ آج تیسرے دن بھی وہ انہیں مناتی پھر رہی تھی۔
"میں کالج سے اتنی ساری چاکلیٹ لائی ہوں' کھاؤ گے؟"
"اور پتا ہے مجھے انڈوں کا حلوہ بنانا بھی آگیا ہے۔ اتنا مزے کا بناؤں گی۔"
"پتیلی جل جائے گی۔" نشی نے کاشی کے کان میں سرگوشی کی تو وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر کھی کھی کرنے لگا۔
"مجھے پتنگ اڑانی بھی آتی ہے۔" اس بار اس نے کھانے کا لالچ چھوڑ کر دوسرا حربہ آزمایا جس پر کاشی اچھل پڑا۔
"ہیں تمہارے پاس پتنگ ہے؟"
"کاشی! چپ بات نہیں کرو اس سے۔" نشی اسے کہنیاں مارنے لگی۔
"تم چپ کرو نا۔ میں پتنگ لے آؤں۔" کاشی اب کہاں نشی کی بات سننے والا تھا۔
"لے آؤ ساتھ ڈور بھی لانا۔" اس نے جھٹ پیسے نکال کر دے دیے۔
اور وہ پوری دوپہر اپنی نیند حرام کر کے ان دونوں کے ساتھ پتنگ اڑانے کی کوشش کرتی رہی۔ پتنگ تو نہیں اڑی لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی تھی اور اس خوشی میں اپنے سارے چاکلیٹ بھی ان دونوں میں بانٹ دیے۔ کیونکہ وہ فطرتاً" صلح جو تھی زیادہ دیر کسی سے ناراض نہیں رہ سکتی تھی اور دوسرے کی ناراضی تو اس کی جان پر بنا دیتی تھی۔ ابو کو اس کی یہی باتیں یا عادتیں پسند تھیں جبکہ امی صرف ایک ہی نظریے سے سوچتی تھیں کہ لڑکی ذات ہے کل کو پرائے گھر جانا ہے اور وہ اسی حساب سے اسے گھرداری میں طاق کرنا چاہتی تھیں۔ حالانکہ ابھی وہ اتنی بڑی بھی نہیں ہوئی تھی اس سال فرسٹ ایئر میں ایڈمیشن لیا تھا۔ اور اپنی تمام تر لاپروائیوں اور غیر ذمہ داریوں کے باوجود پڑھائی میں اچھی تھی۔ میٹرک میں اے گریڈ لائی تھی جس سے ابو چاہتے تھے کہ وہ صرف پڑھنے پر توجہ دے اور میڈیکل میں جائے اس لیے وہ اس کی گھریلو کاموں میں عدم دلچسپی کو اگنور کر دیتے بلکہ امی کہتیں تو انہیں بھی ٹوک دیتے تھے۔
"ابھی سے اسے خانہ داری سکھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میری بیٹی کو پڑھنے دو تم سے اگر کھانا نہیں پکتا تو کوئی ملازم رکھ لو یہ جب تک ڈاکٹر نہیں بن جاتی کھانا نہیں پکائے گی۔" ابو ہمیشہ ہی کہتے تھے لیکن آگے اللہ کو کچھ اور منظور تھا جو اس روز ابو خود ہی کہنے لگے۔
"غزنی آج مجھ سے کہہ رہا تھا کہ اس کی والدہ ہمارے ہاں آنا چاہتی ہیں۔"
"کون غزنی؟" امی بالکل نہیں جانتی تھیں۔
"میرے ساتھ آفس میں کام کرتا ہے اور رہتا بھی اسی بلاک میں ہے۔ شاید محلے داری کی وجہ سے آنا جانا رکھنا چاہتے ہوں گے' بہرحال تم خیال رکھنا کسی دن اس کی والدہ آئیں گی۔" ابو نے غزنی کے بارے میں بتا کر کہا تھا۔
اور تیسرے ہی دن غزنی کی والدہ اور بھابھی آ گئیں۔ وہ اس وقت عادت کے مطابق گدھے' گھوڑے بیچ کر سو رہی تھی۔ نشی نے امی کے کہنے پر بہت جھنجوڑا کہ اٹھ کر مہمانوں کے لیے چائے بنا دے لیکن اس کی آنکھ کھل کے نہیں دی' دوسری بار تو اس

...ی کو میسج کردے مارا۔
"...وار جو مجھے اٹھایا تو۔"
"امی کہہ رہی ہیں چائے بنا دو مہمان آئے ہیں۔"
...ی نے بلبلا کر کہا۔
"مہمانوں سے کہو اپنے گھر جا کر پکیں۔" وہ کروٹ بدل گئی۔
...ی نے مہمانوں کے سامنے جا کر امی سے کہہ دیا کہ وہ یہ کہہ رہی ہے تو امی مہمانوں کے سامنے جتنی شرمندہ ہوئیں' ان کے جانے کے بعد اس سے کہیں زیادہ طیش میں آ کر پہلے نشی کو پیٹ کر رکھ دیا کہ مہمانوں کے سامنے کہنے کی کیا ضرورت تھی پھر جو اسے سوتے میں ہی بالوں سے پکڑ کر پلنگ سے نیچے گھسیٹا تو وہ یہی سمجھی کہ قیامت آگئی۔
"نامراد تجھے ذرا شرم حیا نہیں۔" امی نے باقاعدہ چپل اٹھالی تھی۔
"کیوں مار رہی ہیں' کیا کیا ہے میں نے؟" وہ پہلی چپل سے ہی بلبلا کر چیخی۔ لیکن امی کہاں اپنے حواسوں میں تھیں۔ اپنی بولے جا رہی تھیں اس کا قصور نہیں بتا رہی تھیں' اگر نشی اور کاشی آ کر امی کو کھینچ کر نہ لے جاتے تو اس کی کوئی ہڈی پسلی ٹوٹ چکی ہوتی۔
"کوئی چھوٹی بچی تھوڑی ہوں میں' اتنی بڑی ہو گئی ہوں اور امی نے مجھے چپلوں سے مارا۔"
شام میں وہ ابو کے سامنے رو رو کر فریاد کر رہی تھی اور کیونکہ اس سے پہلے ہی امی نے ابو کو ساری بات بتا کر الزام بھی انہیں ہی دے ڈالا تھا کہ ان کے لاڈ پیار کی وجہ سے وہ ایسی ہے اور اسے دیکھ کر چھوٹے بھی بگڑ رہے ہیں۔ اس لیے ابو اس کے آنسوؤں سے بس اندر ہی اندر تڑپے اس پر ظاہر نہیں کیا اور سمجھاتے ہوئے کہنے لگے۔
"بیٹا! جب تم اپنے آپ کو بڑا کہہ رہی ہو تو پھر امی کا خیال کیوں نہیں کرتیں' تمہیں ان کا کہنا ماننا چاہیے۔ بہت غلط کیا آج تم نے وہ مہمانوں کے سامنے کتنی شرمندہ ہوئیں۔"
"کون سے مہمان میں نے کیا کیا؟" اسے واقعی خبر نہیں تھی۔
"کیوں تمہیں نہیں پتا' آج گھر میں کون آیا تھا۔"
"نہیں میں سو رہی تھی۔" وہ سسکیاں لیتے ہوئے بول رہی تھی۔
"ہاں تو جب نشی نے تمہیں اٹھایا تو تم اٹھیں کیوں نہیں۔"
"مجھے نہیں پتا۔ میری آنکھ نہیں کھلتی۔ پھر امی نے تو مجھے گھسیٹ کر اٹھایا تھا اس پر مارا بھی۔" وہ پھر زار و قطار رونے لگی۔
"ارے رے رو نہیں بیٹا۔" ابو اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولے۔
"میں تمہاری امی! کو سمجھاؤں گا۔ تمہیں ماریں گی نہیں۔"
"میں بڑی ہو گئی ہوں۔ کالج میں پڑھتی ہوں۔"
"ہاں میری بیٹی کالج میں آگئی ہے۔" ابو نے مسکرا کر کہا تب ہی امی آگئیں اور جل کر بولیں۔
"یہ کبھی نہیں سدھر سکتی۔"
"سمجھ جائے گی۔ سمجھ جائے گی' وقت کے ساتھ سمجھ آجاتی ہے۔" ابو نے کہا تو امی سر جھٹک کر بولیں۔
"ہونہہ پتا نہیں کون سا وقت آئے گا۔"
پھر زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ غزنی کی والدہ اور بھابھی پھر آ گئیں۔ اس بار وہ برآمدے میں نشی کے ساتھ بیٹھی اس کی گڑیا کا جہیز تیار کر رہی تھی۔ ساری چیزیں اس کے اطراف بکھری تھیں اور وہ درمیان میں بیٹھی بڑے انہماک سے گڑیا کے شرارے پر گوٹا لگانے میں مصروف تھی۔ نشی کے ٹھوکا مارنے پر سر اونچا کر کے دونوں خواتین کو سلام کیا' پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔
"آئیے اندر چلیں۔" امی نے فوراً" خواتین سے اندر چلنے پر اصرار کیا لیکن وہ جیسے اس سے ملنے آئی تھیں۔ وہیں تخت پر بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگیں۔
"یہ آپ کی بیٹی ہے؟"

UrduPhoto.com

"جی!" امی نے اسے گھورنا شروع کر دیا، لیکن وہ متوجہ ہی نہیں تھی۔
"ماشاء اللہ کیا نام ہے؟" غزنی کی والدہ نے امی کو دیکھا تو وہ جو اسے گھور رہی تھیں فوراً" سنبھل کر بولیں۔
"نینی!"
"کون سی کلاس میں پڑھتی ہے؟" بھابھی نے پوچھا۔
"ابھی کالج میں داخلہ لیا ہے۔"
"اچھا ہاں، ابھی چار چھ مہینے پہلے غزنی نے بتایا تھا کہ شہاب صاحب کی بیٹی نے میٹرک پاس کر لیا ہے اور وہ تب سے کہہ رہے تھے کہ ہم مبارک باد دے آئیں اسی بہانے آپ سے ملنا ملانا ہو جائے گا۔" بھابھی نے یاد کرتے ہوئے کہا۔
"ہاں عجیب بات ہے۔ ایک ہی محلے میں رہتے ہوئے کبھی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔"
"اب تو ہو گئی ملاقات آپ آیئے گا۔" غزنی کی والدہ نے کہا تو امی اٹھتے ہوئے بولیں۔
"ضرور آیئے اندر چلیں۔"
"یہیں ٹھیک ہے۔ بیٹی تم کیا سی رہی ہو؟" وہ امی سے کہہ کر اس سے مخاطب ہو گئیں۔
"جی!" اس نے ادھر سر اونچا کیا ادھر انگلی میں سوئی چبھ گئی۔ "اوئی۔"
"ارے دیکھو، خون نکل رہا ہے۔" بھابھی نے کہا تو اس نے جلدی میں گڑیا کے شرارے سے خون صاف کیا جس پر نشی چیخ پڑی۔
"یہ کیا کیا، میرا شرارہ خراب کر دیا۔ اپنے دوپٹے سے نہیں صاف کر سکتی تھیں۔"
"چپ۔" اس نے آہستہ سے نشی کو گھر کا۔
"اٹھو نینی! اندر جاؤ۔" امی نے دیکھا خواتین تو جم کر بیٹھ گئی ہیں۔ اسے ہی اندر جانے کو کہا اور وہ ایسے تو جانے والی نہیں تھی نشی سے خائف ہو کر کہ کہیں وہ مزید الٹا سیدھا نہ بک دے فوراً اٹھ کر چلی گئی۔
"ماشاء اللہ بہت پیاری بچی ہے۔" غزنی کی والدہ اب باقاعدہ امی کی طرف متوجہ ہو کر بولیں تو بھابھی نے ان کی بات مزید آگے بڑھائی۔
"ہم اس کے لیے آئے ہیں۔"
"جی!" امی واقعی حیران ہو گئیں۔
"غزنی اسی فرم میں کام کرتے ہیں جہاں آپ کے شوہر ہیں، شاید کبھی ان کے منہ سے آپ نے غزنی کا نام سنا ہو۔"
"جی گزشتہ بار ہی انہوں نے بتایا تھا کہ غزنی کی والدہ آنا چاہتی ہیں، لیکن یہ تو میرے گمان میں بھی نہیں تھا کہ آپ اس مقصد سے۔" امی ان کے مقصد سے اچنبھے میں گھر گئی تھیں۔
"نیک مقصد ہے۔ آپ بھائی صاحب سے مشورہ کر لیجیے۔ وہ غزنی کو اچھی طرح جانتے ہیں۔" غزنی کی والدہ نے کہا۔
"وہ تو ٹھیک ہے لیکن میری بیٹی ابھی چھوٹی ہے۔ دیکھا نہیں ابھی گڑیا سے کھیل رہی تھی۔" امی نے کہا تو غزنی کی والدہ اپنی بہو کو دیکھنے لگیں کہ وہ کچھ کہے۔
"آنٹی! آپ پہلے انکل سے بات کر لیں۔ دیکھیں وہ کیا کہتے ہیں۔" بھابھی نے کہا تو امی فوراً" بولیں۔
"ہاں ظاہر ہے۔ ان سے بات کرنے کے بعد ہی میں کچھ کہہ سکوں گی۔"
"اور آپ صرف اس لیے انکار مت کیجیے گا کہ بیٹی کم عمر ہے۔ شرعی حکم تو بیٹی کے جوان ہوتے ہی اس کی شادی کر دینے کا ہے۔" غزنی کی والدہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئیں۔
"آپ کھڑی کیوں ہو گئیں۔ بیٹھیں میں چائے ــ"
"پھر سہی اور صرف چائے ہی نہیں، ہم مٹھائی بھی کھائیں گے۔" بھابھی نے معنی خیز انداز میں کہا تو امی خاموش ہو رہیں اور ان کے جاتے ہی بڑی شدت سے ابو کا انتظار کرنے لگیں۔ حالانکہ جانتی بھی تھیں کہ وہ چھ بجے سے پہلے نہیں آئیں گے پھر بھی بار بار گیٹ کی طرف دیکھ رہی تھیں، تب ہی وہ اندر سے چلاتی ہوئی آ گئی۔

"کاشی! بال مل گئی۔ جلدی سے بیٹ لے آؤ۔"
"بال مل گئی۔ کہاں سے ملی۔" کاشی بال کا سن کر بھاگا آیا۔
"میں نے ڈھونڈ لی، پہلی باری میری۔" اس نے بیٹ لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا، لیکن کاشی فوراً" پیچھے ہٹ گیا۔
"نہیں پھر تم میری باری نہیں دو گی۔"
"کیوں نہیں دوں گی۔ پہلے کبھی ایسا ہوا ہے۔"
"ہاں، تم ہمیشہ اپنی باری لے کر بھاگ جاتی ہو۔"
"کوئی نہیں جھوٹا الزام مت لگاؤ۔" وہ بچوں کی طرح کاشی سے لڑ رہی تھی اور امی جو اس کے پرپوزل کو سوچتے ہوئے اسے دیکھنے لگی تھیں، اپنے آپ مسکرانے لگیں اور جب ابو آئے تو انہیں بھی اسی طرح ہنس ہنس کر بتانے لگیں۔
"غزنی کی والدہ اور بھابھی آج پھر آئی تھیں۔ اپنی نینی کا رشتہ لے کر۔"
"رشتہ!" ابو نے حیران ہو کر دیکھا تھا۔
"ہاں بتایئے بھلا اس کی عمر ہے ابھی شادی کی، بچوں کی طرح تو کھیلتی اور لڑتی جھگڑتی ہے۔ جب وہ لوگ آئیں، اس وقت بھی یہ گڑیا لیے بیٹھی تھی پھر بھی وہ بات کر گئیں۔"
"کس کے لیے میرا مطلب ہے لڑکے کے بارے میں بتایا کون ہے؟" ابو نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔
"وہی جو آپ کے ساتھ آفس میں کام کرتا ہے غزنی۔"
"غزنی۔" ابو نے چونک کر دیکھا پھر کچھ دیر سوچنے کے بعد کہنے لگے۔ "لڑکا تو اچھا ہے۔ دو سال سے میں اسے دیکھ رہا ہوں۔ ماشاء اللہ بہت محنتی اور ایماندار ہے، بس عمر میں کچھ زیادہ ہے۔ اپنی نینی کتنے سال کی ہو گئی۔"
"سترھویں میں لگی ہے۔"
"اور وہ چھبیس اٹھائیس کا ہو گا۔ خیر عمر کا فرق کوئی معنی نہیں رکھتا۔" ابو نے کہا تو امی تعجب سے بولیں۔
"ہائیں آپ سنجیدہ ہو رہے ہیں۔"
"ہاں، کیوں تمہیں اعتراض ہے کیا؟" ابو نے سنجیدگی سے پوچھا۔
"اعتراض مجھے اس رشتے پر نہیں، بلکہ نینی کی شادی کرنے پر ہے۔ اتنی جلدی تو میں اس کی شادی کرنے کے حق میں نہیں ہوں، قد کاٹھ میں جتنی اپنی عمر سے بڑی نظر آتی ہے، عقل میں اتنی ہی چھوٹی ہے۔ ہم ماں باپ ہیں جو اس کی بچکانہ حرکتوں کو برداشت کرتے ہیں اور کوئی نہیں کر سکتا۔"
امی غلط نہیں کہہ رہی تھیں اس لیے ابو نے کوئی بحث نہیں کی اور اس وقت خاموشی اختیار کر لی۔ لیکن پھر موقع دیکھ کر وہ امی کو قائل کرنے بیٹھ گئے۔ کیونکہ انہیں غزنی پسند تھا اس لیے وہ یہ بھی بھول گئے کہ اب تک وہ خود ہی امی کو ٹوکتے رہے تھے کہ نینی ابھی بچی ہے وقت کے ساتھ سمجھ آئے گی اور دلچسپ بات یہ تھی کہ اب امی انہیں ٹوک رہی تھیں۔ یونہی کتنے دن گزر گئے اور ابھی دونوں کسی ایک بات پر متفق نہیں ہوئے تھے کہ غزنی کی والدہ پھر آ گئیں۔
"کیا سوچا آپ نے؟" انہوں نے حال احوال پوچھ کر فوراً" اپنے مطلب کی بات کی۔
"کیا سوچیں ابھی تو میری بیٹی پڑھ رہی ہے۔ گھر داری میں تو میں نے اسے ڈالا ہی نہیں۔" امی نے ابھی عذر تراشنے شروع کیے تھے کہ وہ بول پڑیں۔
"میں ہوں نا، سب سکھا دوں گی اور اگر آگے پڑھنا چاہے گی تو اس پر بھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں بس آپ ہاں کہہ دیں۔"
"میں اپنے شوہر کی مرضی کے بغیر تو کچھ نہیں کہہ سکتی۔" امی نے دامن بچایا تو وہ پوچھنے لگیں۔
"بھائی صاحب کیا کہتے ہیں؟"
"انہوں نے ابھی کچھ سوچا نہیں، میرا مطلب ہے کسی نتیجے پر نہیں پہنچے۔"
"ٹھیک ہے۔ میں آج ان سے بات کر کے ہی جاؤں گی۔"
غزنی کی والدہ شاید تہیہ کر کے آئی تھیں کہ آج ہاں بھروا کے ہی اٹھیں گی۔ اس لیے ابو کے انتظار میں

آرام سے بیٹھ گئیں اور امی کیا کرتیں انہیں جانے کو تو نہیں کہہ سکتی تھیں، مجبوراً کچھ دیر ان کے پاس بیٹھیں، پھر معذرت کر کے کچن میں چلی گئیں اور جب تک کھانا تیار ہوا ابو آ گئے اور وہ تو پہلے ہی تقریباً رضامند تھے۔ غزنی کی والدہ کے سامنے زیادہ کچھ نہیں بولے۔ غزنی کی تعریف کرتے رہے پھر ہامی بھرنے کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ میری بیٹی ابھی چھوٹی ہے، کوئی کام وام نہیں آتا اسے۔

"کوئی بات نہیں آہستہ آہستہ سب سیکھ جائے گی۔" غزنی کی والدہ ہامی بھروا کر خوش تھیں اور اس تمام کارروائی کے دوران وہ اندر کاشی اور نشی کے ساتھ لڈو کھیلتے ہوئے بار بار کہے جا رہی تھی۔

"کون ہیں یہ آنٹی ہر دوسرے دن چلی آتی ہیں۔"

"ہاں، مجھے بھی اچھی نہیں لگتیں۔" نشی نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"جاؤ دیکھو گئیں کہ نہیں اتنی بھوک لگ رہی ہے جائیں گی تو کھانا ملے گا۔" وہ لڈو سے اکتا کر لیٹتے ہوئے بولی۔

"پہلے یہ گیم ختم کرو میں جیت رہی ہوں۔"

"کوئی نہیں۔" اس نے لڈو کھینچ کر ایک طرف پھینک دیا۔

"پاگل۔" کاشی زور سے چیخا۔ "اب اٹھا کے دو میری ساری گوٹیں۔"

"خود اٹھالو موٹی بھینس آئندہ ہاتھ مت لگانا میرے لڈو کو۔" کاشی اس کی نقل اتار کر بڑبڑاتا ہوا ادھر ادھر بکھری گوٹیں جمع کرنے لگا تب ہی امی آ گئیں۔

"چلو بیٹا! کھانا کھالو۔"

"وہ آنٹی چلی گئیں؟" اس نے فوراً پوچھا تو امی ٹوکتے ٹوکتے رہ گئیں۔

"ہاں۔"

"کیوں آجاتی ہیں ہر روز۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تمہارے لیے۔" امی اس کا رد عمل دیکھنا چاہتی تھیں لیکن وہ تو سیدھی سادی بات بھی دیر میں سمجھتی

UrduPhoto.com

تھی جب ہی تعجب سے بولی۔

"میرے لیے۔"

"ہاں انہیں تم پسند آ گئی ہو اور وہ اپنے بیٹے کی شادی تمہارے ساتھ کرنا چاہتی ہیں۔" امی کو اچانک اس پر پیار آ گیا تھا اس کا چہرہ ہاتھوں میں لے کر بولیں تو وہ بری طرح لجا گئی۔

"امی!"

"ہاں بیٹا! اب انہیں کچھ مت کہنا تمہاری ساس ہیں وہ اور یہ بچوں کے کھیل اور بچوں کے ساتھ کھیلنا بند کرو۔" امی نے فوراً لیکچر دینا شروع کیا تھا کہ وہ سادگی سے پوچھنے لگی۔

"پھر کس کے ساتھ کھیلوں؟"

"یا اللہ۔" امی جھنجلا گئیں۔ "کب عقل آئے گی تمہیں۔ چلو چل کے کھانا کھاؤ۔"

"آپ ناراض کیوں ہو رہی ہیں۔" وہ منمنائی۔

"کوئی ناراض نہیں ہو رہی چلو۔" امی سر جھٹکتی چلی گئیں تو وہ بھوک کے مارے ان کے پیچھے چلی آئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

پھر جمعہ کے دن سادہ سی تقریب میں غزنی کی والدہ نے اسے منگنی کی انگوٹھی پہنائی تو اس پل جہاں اس کے دل پر یہ نام رقم ہوا، وہاں آنکھوں میں خواب بھی سج گئے تھے۔

"سنو تم نے غزنی کو دیکھا ہے، کیسے ہیں؟" رات میں وہ نشی اور کاشی سے بڑی رازداری سے پوچھ رہی تھی۔

"بہت اچھے۔" دونوں ایک ساتھ بولے تھے۔

"مجھے نیا بیٹ لا کر دیں گے۔"

"اور مجھے گڑیا۔"

"کیوں وہ کیوں لا کر دیں گے۔ خبردار جو ان سے کوئی چیز لی تو۔" اس نے ٹوک کر ڈانٹا۔

"ہم نے تھوڑی کہا ہے۔ وہ خود ہی کہہ رہے تھے۔"

"کہتے رہیں تم منع کر دینا، بری بات ہے نا۔" وہ پہلی بار انہیں بہت پیار سے سمجھا رہی تھی۔ "کسی سے

کوئی چیز نہیں لینی چاہیے۔"

"وہ تو ہمارے بھائی جان ہیں۔" کاشی نے فوراً کہا۔

"پھر بھی ان سے کچھ نہیں لینا ورنہ میں تم دونوں سے کبھی نہیں بولوں گی۔" اس نے کہا تو وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے جیسے اس کی بات ماننی چاہیے یا نہیں۔

♥ ♡ ♡ ♥

یونہی کتنے دن گزر گئے امی اب ہر بات میں اسے ٹوکنے کے ساتھ یہ بھی کہنے لگی تھیں کہ سسرال میں تمہاری یہ حرکتیں برداشت نہیں کی جائیں گی۔ کچھ تمیز سیکھو، یہاں تمہیں کھانے سونے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں اور وہاں ان کے علاوہ سارے کام کرنے ہوں گے۔ اس کے ساتھ اسے کچن کے کاموں میں بھی لگانے کی کوشش کرتیں، لیکن اس پر یا تو نیند سوار رہتی یا کھیل کی طرف دھیان رہتا۔ مزید اب غزنی کے خیالوں میں بھی گم رہنے لگی تھی۔ گو کہ اب تک ان کی بس ایک جھلک ہی دیکھ پائی تھی۔ وہ بھی اس وقت جب وہ ڈرائنگ روم میں تقریباً داخل ہو چکے تھے اور ادھر کمرے سے نکلتے ہوئے اس نے سائیڈ سے ذرا سا دیکھا تھا۔ وائٹ سفاری سوٹ میں ان کا دراز قد اور بس اس کے بعد کاشی اور نشی سے ہی تعریفیں سنتی رہتی تھی۔ وہ دونوں تو چند دنوں میں بس ان ہی کے گیت گانے لگے تھے۔

اس وقت وہ سو کر اٹھی تھی۔ آنگن میں لگے واش بیسن پر آ کر منہ ہاتھ دھوتے ہوئے خیال آیا کہ کاشی، نشی نظر نہیں آ رہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کا دھیان اپنی الماری کی طرف گیا تو فوراً نل بند کر کے اندر آئی۔ لیکن وہ موجود نہیں تھے پھر امی کے کمرے میں جھانکا اور انہیں نماز میں مصروف دیکھ کر وہ کچھ الجھن میں گھری ڈرائنگ روم کی طرف آئی تو اندر سے آتی مردانہ آواز پر اس کے قدم وہیں دروازے کے قریب ہی رک گئے۔

"نینی کیا کر رہی ہے؟"

"گڑی سو رہی ہے۔ ہر وقت سوتی رہتی ہے۔" کاشی کے جواب پر وہ پیچ و تاب کھانے لگی۔

"تم اٹھا دو نا۔"

"اللہ نہیں غزنی بھائی! اتنی زور سے کھینچ کر مارتی ہے۔ موٹی بھینس۔" نشی غالباً" کانوں کو ہاتھ لگا رہی تھی۔

"اف یہ غزنی کے سامنے۔" اس کا دل چاہا دونوں کو گھسیٹ کر لے آئے اور خوب مارے اور غزنی وہ کتنی دلچسپی سے پوچھ رہے تھے۔

"اور کیا کیا کرتی ہے' کھانا پکاتی ہے؟"

"نہیں اسے کچھ پکانا نہیں آتا' کبھی کبھی جب دودھ پھٹ جاتا ہے تو اس کا کھویا بناتی ہے' ساری پتیلی جل جاتی ہے۔"

"اچھا پھر!"

"پھر امی سے ڈانٹ پڑتی ہے۔"

"اور؟" ادھر غزنی نے اس کے مزید کارنامے جاننے کو ابھی اسی قدر کہا تھا کہ اس کا ضبط جواب دے گیا۔ ساری مصلحتیں بالائے طاق رکھ کر فوراً" اندر داخل ہو کر بولی۔

"اور میں بتاتی ہوں۔" پھر غزنی کو دیکھتے ہی اچھل کر بولی۔

"آپ' آپ وہی ہیں نا جسے میں نے پتھر مارا تھا۔"

"تو آپ نے جان بوجھ کر مارا تھا۔" غزنی اٹھ کھڑے ہوئے تھے وہ تو سٹپٹا گئی۔

"جی نہیں وہ تو میں امرود کا نشانہ لے رہی تھی۔"

"جا لگا سیدھا دل پر۔" انہوں نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا لیکن وہ سمجھی نہیں۔

"جی نہیں آپ کے ماتھے پر لگا تھا۔"

"نہیں دل پر۔"

"ماتھے پر۔" وہ جیسے ثابت کرنے پر تل گئی۔

"دل پر۔" اس بار غزنی کا انداز ہی نہیں لہجہ بھی بدل گیا تھا۔ مزید آنکھیں جذبوں کی ترجمانی کرنے لگیں تو وہ جو پھر اپنی بات دہرانے جا رہی تھی ایک دم ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر نظریں جھکا گئی۔

"کہاں لگا؟" غزنی نے شریر مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

"پتا نہیں۔" وہ اب کہاں ٹھہر سکتی تھی فوراً" کمرے سے نکل آئی اور سامنے سے امی کو آتے دیکھ کر گھبرا کر بولی۔

"امی! وہ میں کاشی اور نشی کو دیکھنے گئی تھی۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ۔۔۔"

"اچھا جاؤ۔ چائے کا پانی رکھو۔" امی قصداً" نظر انداز کر کے آگے بڑھ گئیں تو گہری سانس کھینچتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلنے لگی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

وہ کالج سے نکلتی تو گھر جانے کی جلدی صرف سونے کے لیے ہوتی تھی۔ آخری پیریڈ میں ہی اسے جمائیاں آنے لگتی تھیں' آنکھیں الگ بوجھل ہو جاتیں اور پھر پیریڈ آف ہوتے ہی وہ ایسے بھاگتی جیسے پرائمری کے بچے چھٹی ہونے پر خوش ہو کر بھاگتے ہیں۔ کبھی نوٹس کے لیے یا کسی سہیلی کے بہت اصرار کرنے پر بھی وہ پانچ منٹ نہیں رکتی تھی۔ اس وقت بھی وہ ایسے ہی بھاگی تھی اور بہت تیز قدموں سے اسٹاپ کی طرف جا رہی تھی کہ اچانک غزنی سامنے آ گئے۔

"السلام علیکم۔"

"آ۔۔۔ آپ۔" وہ کچھ بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"کسے ڈھونڈ رہی ہو۔" انہوں نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھ کر پوچھا۔

"ک۔۔۔ کسی کو نہیں۔"

"پریشان کیوں ہو گئیں۔ میں کوئی غیر تو نہیں۔ آؤ میرے ساتھ میں تمہیں گھر چھوڑ دوں گا۔" انہوں نے اپنائیت کا احساس دے کر کہا۔

"نہیں' میں آپ کے ساتھ نہیں جا سکتی۔" وہ مزید گھبرا کر بولی۔

"کیوں؟"

"وہ امی ناراض ہوں گی۔"

"نہیں ہوں گی آؤ۔" انہوں نے گاڑی کا دروازہ کھول دیا تو وہ جھجکتی ہوئی بیٹھ گئی۔

"روزانہ اسی وقت کالج سے نکلتی ہو؟" انہوں نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہی پوچھا۔

"جی لیکن آپ روزانہ نہیں آئیے گا۔" اس نے کہا تو وہ بے ساختہ مسکرائے۔

"کیوں؟"

"اگر میری سہیلیوں نے دیکھ لیا تو وہ باتیں بنائیں گی۔"

"بنانے دو۔"

"نہیں یہ اچھی بات نہیں ہے۔" اس نے لمبی جمائی لے کر کہا تو وہ ایک نظر اس پر ڈال کر بولے۔

"تمہیں نیند آ رہی ہے۔"

"وہ اصل میں مجھے دوپہر میں سونے کی عادت ہے۔" وہ دوسری جمائی بمشکل روک کر بولی۔

"صرف دوپہر میں۔ میں نے تو سنا ہے تم سارا وقت سوئی رہتی ہو۔" انہوں نے کہا تو وہ ایک دم تیز ہو کر بولی۔

"کاشی اور نشی نے بتایا ہو گا نا' بہت بدتمیز ہیں دونوں اور جھوٹے بھی۔"

"اچھا خیر یہ بتاؤ اور کیا کیا خوبیاں ہیں تم میں؟"

"ان ہی دونوں سے پوچھ لیجیے گا۔" وہ منہ پھلا کر بولی۔

"میں تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔" وہ بے ساختہ مسکراہٹ ہونٹوں میں دبا کر بولے تو وہ کتنی دیر خاموش رہنے کے بعد کہنے لگی۔

"میں آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گی۔ مجھ میں کوئی خوبی نہیں ہے۔ گھر کا سارا کام امی کرتی ہیں۔ میں اگر کچن میں چلی جاؤں تو برتن ٹوٹتے ہیں یا جلتے ہیں اور کپڑے میں نے کبھی نہیں دھوئے۔ ماسی دھوتی ہے اور صفائی وغیرہ بھی وہی کرتی ہے۔ مجھے صرف پڑھنے کا شوق ہے اور کھیلنے کا۔"

"اچھا کون سا گیم کھیلتی ہو؟" ان کا خیال تھا وہ بیڈمنٹن' والی بال وغیرہ کہے گی اور اس نے بتایا ایسے ہی انداز میں تھا جیسے نیشنل لیول پر کھیلی جانے والے کسی گیم کی چیمپئن ہو۔

"لڈو اور کاشی کی سائیکل چلانے میں بھی مجھے بہت مزہ آتا ہے۔ آپ کے گھر میں سائیکل ہے۔"

"ہاں کاشی کے برابر میرا بھتیجا ہے اس کی سائیکل ہے لیکن وہ تم نہیں چلاؤ گی۔" انہوں نے ایک پل میں اسے خوشی دے کر دوسرے پل چھین بھی لی۔

"کیوں؟" وہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکی اور انہوں نے بس اسے دیکھنے پر اکتفا کیا پھر جب اس کے گھر کے سامنے گاڑی روکی تو اسے متوجہ کر کے بولے۔

"سنو اب جاتے ہی سو مت جانا۔"

"نہیں پہلے تو میں کھانا کھاؤں گی' اس کے بعد سوؤں گی۔"

وہ کہتی ہوئی فوراً" اتر کر گیٹ میں داخل ہو گئی۔ ان کا ردعمل دیکھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ ویسے اسے لگا تھا جیسے وہ مسکرائے تھے پھر بھی کھانے کے بعد اس نے بہت کوشش کی کہ خود کو کسی کام میں مصروف کرے کیونکہ انہوں نے سونے سے منع کیا تھا لیکن ایک نیند ہی اس سے نہیں روٹھتی تھی۔ ہمیشہ کی طرح ایسی مہربانی ہوئی کہ پھر اسے کچھ ہوش نہیں رہا۔

♥ ♡ ♡ ♥

پھر زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ غزنی کی والدہ نے شادی کرنے پر اصرار شروع کر دیا گو کہ امی نے پہلے ہی ان سے طے کر لیا تھا کہ وہ دو سال بعد ہی اس کی شادی کریں گی اور انہوں نے یہ بات مان بھی لی تھی لیکن اب ان کا جج کا فارم آ گیا تھا تو وہ چاہتی تھیں کہ اس فرض سے سبکدوش ہو کر جائیں۔ یوں امی ابو کو مجبوراً" آمادہ ہونا پڑا۔ پھر شادی تو کرنی ہی تھی ابھی کرتے یا دو سال بعد بس فکر اس بات کی تھی کہ اسے گھرداری نہیں آتی اور امی نے بار بار غزنی کی والدہ کے سامنے اپنی تشویش کا اظہار کیا' لیکن انہوں نے کوئی اہمیت نہیں دی ہر بار یہی کہا۔

"آہستہ آہستہ سب سیکھ جائے گی' آپ فکر نہ کریں۔"

اور امی فکر کیسے نہیں کرتیں' جانتی جو تھیں کہ سسرال کتنا ہی اچھا ہو پھر بھی لوگ آنے والی لڑکی سے

UrduPhoto.com

کچھ توقعات ضرور رکھتے ہیں اور وہ تو ایک دم کوری تھی۔ پندرہ دن بعد کی تاریخ طے ہوئی تھی اور اتنے دن امی نے اسے اپنے ساتھ کچن میں لگائے رکھا جس سے وہ روٹی اور دال چاول بنانا سیکھ گئی اور پھر بڑی سادگی سے پوچھنے لگی۔

"کیا وہاں صرف دال چاول کھانے کو ملیں گے اور کچھ نہیں۔"

"نہیں۔" امی نے بے ساختہ ہنستے ہوئے کہا تو وہ منہ پھلا کر بولی۔

"میں نہیں کھاؤں گی۔"

"کیوں جب سب لوگ کھائیں گے تو تم کیوں نہیں کھاؤ گی۔"

"مجھے نہیں اچھے لگتے۔ میں آپ کے پاس آ کر کھانا کھاؤں گی۔ میرے لیے ضرور رکھیے گا' سارا کاشی، نشی کو نہیں کھلا دیجیے گا۔"

"اچھی بات ہے۔" امی اس وقت جتنی محظوظ ہوئیں بعد میں اسی حساب سے ان کو آنسو چھلکے تھے۔

"میرے اللہ! میری بچی بہت سادہ' بہت معصوم ہے اس کے ساتھ معاملہ رکھنے والوں کو فراخدل رکھنا وہ اس کی کوتاہیوں کو درگزر کریں اور اسے خوش رکھیں۔"

اور ایسی ڈھیروں دعاؤں کے ساتھ میں وہ بابل کے گھر سے رخصت ہو کر غزنی کی سنگت میں نئے سفر کا حسین تصور لیے جس آنگن میں اتری وہاں پہلے مرحلے پر اسے خوب پذیرائی ملی تھی۔

غزنی کے ہاں جوائنٹ فیملی سسٹم تھا۔ اس لیے اس گھر میں کافی افراد تھے۔ غزنی کے چچا چچی اور ان کی چار اولادیں جن میں ایک کی شادی ہو چکی تھی پھر دادی بھی تھیں اور غزنی کل پانچ بہن بھائی تھے دونوں بہنیں اپنے گھروں کی ہو چکی تھیں۔ جبکہ بڑے بھائی اپنی بیوی اور دونوں بچوں سمیت اس گھر میں رہتے تھے اور ایک بھائی غزنی سے چھوٹا تھا جس کی ابھی شادی نہیں ہوئی تھی۔ بہرحال تمام افراد سے فرداً فرداً متعارف کرانے کے بعد غزنی کی بڑی بہن اسے حجلۂ عروسی میں چھوڑنے آئیں تو خاصی تنقیدی نظروں سے اس کا جائزہ لے کر نخوت سے بولیں۔

"کوئی اتنی حسین تو نہیں ہو' پتا نہیں غزنی کس بات پہ مر مٹا۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہیں؟" اس کا ننھا سا دل سہم گیا۔

"الماری میں کپڑے لٹکے ہیں نکال لینا اور یہاں زیور اتارنا تو لاکر میں سنبھال کر رکھنا۔ کوئی چیز ادھر ادھر ہو گئی تو ہماری ذمہ داری نہیں ہے سمجھیں۔" وہ خاصے نروٹھے پن سے تنبیہہ کرتی چلی گئیں تو اس نے ڈرتے ڈرتے ذرا سی آنکھیں کھولیں اور کمرہ خالی دیکھ کر فوراً سیدھی ہو بیٹھی۔

"یا اللہ' کمر اکڑ گئی۔ اب پتا نہیں غزنی کب آئیں گے۔ جب بھی آئیں' مجھ سے تو نہیں بیٹھا جا رہا۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی لیٹی تھی کہ جمائیاں آنے لگیں۔ ذرا دیر کو آنکھیں بند کرتی پھر گھبرا کر کھولتی۔

"میں سو تو نہیں رہی۔ میں سو تو نہیں رہی۔" وہ خود کو باور کرا رہی تھی۔

جب غزنی آئے تو انہیں خاصا جھٹکا لگا۔ کچھ دیر خاموشی سے اسے بے خبر سوتے دیکھتے رہے پھر اٹھانے کے ارادے سے آگے بڑھے تھے کہ نشی کی بات یاد آئی۔

"آپی زور سے کھینچ کر مارتی ہے۔"

"او گاڈ!" انہوں نے ادھر ادھر دیکھا پھر گلاس میں پانی بھر کے پورا اس پر الٹ دیا۔

"نشی کی بچی۔" وہ ہڑبڑا کر اٹھتے ہی اپنے تئیں نشی پر جھپٹی تھی کہ دوسرے پل مضبوط بازوؤں کے حصار میں مچل کر رہ گئی۔

"سونے کو کس نے کہا تھا۔" غزنی نے اس کی ٹھوڑی چھو کر کہا تو وہ جوان کے بازوؤں میں پگھلی جا رہی تھی ہمت دھیرے سے بولی۔

"میں سو تو نہیں رہی تھی۔"

"پھر؟"

"ایسے ہی بس، آپ نے پانی کیوں ڈالا۔" اسے

ایک دم اپنی گیلی قمیص سے الجھن محسوس ہوئی تو روٹھے لہجے میں بولی۔

"کیا کرتا ہاتھ لگاتا تو تم کھینچ کر مارتیں۔" انہوں نے مسکراہٹ دبا کر کہا تو وہ فوراً بولی۔

"جی نہیں' میں اتنی بدتمیز نہیں ہوں۔"

"اچھا غصہ نہیں۔ نئے سفر کے آغاز پر لڑتے نہیں بلکہ مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کو اپنی محبت کا یقین دلاتے ہیں۔ ایسے۔" ان کی شوخ جسارت پر وہ بری طرح لجا کر ان کے سینے میں چھپنے لگی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

غزنی کے گھر میں سب لوگ بہت اچھے تھے۔ ایک دوسرے کا خیال رکھنے اور محبت کرنے والے۔ غزنی نے اول شب اسے سمجھا دیا تھا کہ اسے سب کے ساتھ مل کر رہنا ہے۔ اگر اسے کسی کی بات بری لگے تو وہ گھر میں بدمزگی پیدا کرنے کی کوشش نہ کرے' البتہ ان سے کہہ سکتی ہے اور وہ تو ویسے بھی لاپروا سی تھی۔ پھر ابھی اتنی میچور بھی نہیں تھی کہ کسی بات کو گہرائی سے سوچتی اور برا مانتی۔ ہر ایک کے ساتھ بہت جلدی گھل مل گئی۔ لیکن اپنی عادتیں وہ فوراً نہیں بدل سکتی تھی۔ جہاں موقع ملتا سو جاتی اور غزنی کے بھتیجوں کے ساتھ کھیلنے کو اس کا دل بہت مچلتا تھا۔ بڑی مشکل سے خود پر جبر کیے ہوئے تھی۔ کیونکہ اس کی ساس جو حج پر جانے والی تھیں تو ان سے ملنے آنے والوں کا کوئی وقت مقرر نہیں تھا۔

اس وقت وہ برآمدے میں کھڑی بڑی حسرت سے غزنی کے دونوں بھتیجوں عنایت اللہ اور ہدایت اللہ کو کرکٹ کھیلتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ عنایت اللہ کی بال پر ہدایت اللہ نے بیٹ گھمایا تو بال سیدھی اس کی طرف آئی جسے کیچ کر کے وہ بے اختیار چلائی۔

"آؤٹ۔"

"کوئی نہیں چاچی! آپ تھوڑی کھیل رہی ہو۔" ہدایت اللہ نے احتجاج کیا۔

"کیوں نہیں میں بھی کھیل رہی ہوں۔ لاؤ اب میری باری ہے۔" اس نے بال پھینک کر اس کے ہاتھ سے بیٹ چھین لیا۔

"آپ کو کھیلنا آتا ہے۔" دونوں بچے حیران ہو کر اسے دیکھنے لگے۔

"ارے' ایسے چوکے چھکے لگاؤں گی کہ دیکھتے رہ جاؤ گے۔ چلو گیند کراؤ۔" وہ دوپٹہ ایک طرف ڈال کر کھیلنے کو تیار ہو گئی۔

"چاچی! آپ کے بعد میری باری ہے۔" عنایت اللہ نے کہہ کر گیند پھینکی جسے کھیل کر وہ اترا کر بولی۔

"دیکھا کیسا شاٹ مارتی ہوں۔" تب ہی اس کا دیور خالد آ گیا اور اس کے ہاتھ میں بیٹ دیکھ کر خوشگوار حیرت سے چلایا۔

"ارے بھابھی! کرکٹ۔"

"چاچی نے ابھی چوکا مارا ہے۔" دونوں بچے شوق سے بتانے لگے۔

"اچھا چلو' گیند کراؤ' میں بھی دیکھوں۔"

"صرف دیکھنے کی نہیں ہو رہی ادھر کھڑے ہو جاؤ۔ تمہاری باری آخر میں آئے گی۔" اس نے کہا تو خالد بچے کے ہاتھ سے گیند لے کر بولا۔

"نہیں میں گیند کراؤں گا۔"

اور خالد کی پہلی بال پر ہی وہ آؤٹ ہو گئی' لیکن وہ کہاں ماننے والی تھی۔

"جی نہیں' تمہیں گیند کرانی نہیں آتی۔"

"ارے واہ! میں اپنی کالج ٹیم کا بہترین باؤلر ہوں۔"

"میں نہیں مانتی۔"

"نہ مانیں۔ لیکن آپ آؤٹ ہو چکی ہیں' کیوں بچو؟"

"ہاں چاچی آؤٹ ہو گئیں۔ آؤٹ' آؤٹ۔"

بچوں نے شور مچا دیا اور اس حساب سے وہ احتجاج کرنے لگی تھی' اچھا خاصا ہنگامہ ہو گیا تھا۔ اس کی ساس گھبرا کر کمرے سے نکل آئیں۔

"کیا ہو رہا ہے؟"

"دادی! چاچی بے ایمانی کر رہی ہیں' میری باری نہیں دے رہیں۔" عنایت اللہ نے کہا تو وہ ناک پر

انگلی رکھ کر بولیں۔

"ہائیں! یہ تم لوگ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہو۔"

"میں نہیں یہ خالہ۔" اس نے گھبرا کر بیٹ چھوڑ دیا اور اپنا دوپٹہ اٹھا کر بھاگنے لگی تھی کہ ساس روک کر بولیں۔

"میں نے کھیلنے کو منع تو نہیں کیا بس شور نہیں ہونا چاہیے' دادی سو رہی ہیں نا۔"

"اللہ اماں! آپ کتنی اچھی ہیں۔" وہ خوش ہو کر ان سے لپٹ گئی۔

پھر جس روز اماں حج پر جا رہی تھیں اس روز انہوں نے پہلی بار اسے کچن میں بلایا جہاں بھابھی کھیر بنا رہی تھیں۔ وہ چمچ اس کے ہاتھ میں تھما کر بولیں۔

"بیٹی! پکانے میں ہاتھ لگا دو اور اب بھابھی کا ہاتھ بٹایا کرنا۔"

"جی!" وہ آہستہ آہستہ چمچ چلانے لگی۔

"اور کیا کیا پکانا آتا ہے تمہیں۔" بھابھی نے یونہی پوچھ لیا۔

"روٹی' دال چاول اور چائے بھی بنا لیتی ہوں لیکن اس میں کنی رہ جاتی ہے۔" وہ روانی میں بول گئی۔

"چائے میں؟" بھابھی حیرت کے ساتھ ہنسیں۔

"جی۔" اس نے اپنے کہے پر دھیان دیا تھا نہ بھابھی کے کہنے پر اور بھابھی کا ہنستے ہنستے برا حال ہو گیا۔

"آپ ہنس کیوں رہی ہیں؟" وہ چمچ چھوڑ کر انہیں دیکھنے لگی۔

"کچھ نہیں جاؤ بس آج کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔"

"اور بیٹی! نہا دھو کر تیار ہو جاؤ' کتنے لوگ آ جا رہے ہیں اور شام تک تو سارے رشتہ دار آ جائیں گے۔ تمہارے میکے سے بھی سب آئیں گے۔" اماں نے کہا تو وہ سرہلاتی کچن سے نکل آئی۔

"چاچی کھیلیں۔" ہدایت اللہ اور عنایت اللہ کو اسے دیکھتے ہی بس کھیل یاد آتا تھا اور ابھی وہ منع کرنا چاہتی تھی کہ اس کی بڑی نند اپنی موٹی موٹی آنکھیں مزید پھیلا کر بولیں۔

"یہ اتنی بڑی گھوڑی' تمہارے ساتھ کھیلے گی۔"

وہ ان کے سامنے بول نہیں سکتی تھی اور نہ ٹھہر سکتی تھی جب ہی فوراً اپنے کمرے میں آتے ہی غزنی سے الجھ گئی۔

"کیا بگاڑا ہے میں نے ان کا۔ جب آتی ہیں مجھے گھورتی رہتی ہیں اور الٹا سیدھا بولتی ہیں۔"

"کون' کس کی بات کر رہی ہو۔" غزنی نے اس کو غصے سے تلملاتے ہوئے دیکھ کر نرمی سے پوچھا۔

"وہی جو آپ کی آپا جان ہیں۔"

"او!" غزنی نے ذرا سے ہونٹ سکیڑے پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھاتے ہوئے بولے۔ "میں تم سے کتنی بار کہہ چکا ہوں کہ ان کی باتوں کا برا مت مانا کرو' وہ صرف تمہیں ہی نہیں بھابھی کو بھی بہت کچھ کہہ جاتی ہیں۔"

"کیوں؟"

"بس عادت سے مجبور ہیں۔"

"اچھی عادت نہیں ہے۔ کس دن میں...."

"خبردار۔" غزنی فوراً ٹوک کر بولے۔ "میں کبھی نہ سنوں کہ تم نے ان کے ساتھ بدتمیزی کی۔ وہ میری بڑی بہن ہیں اور پھر کبھی کبھی آتی ہیں۔ ہر وقت تو یہاں نہیں رہتیں اور جو ہر وقت یہاں رہتے ہیں وہ سب تو تم سے محبت کرتے ہیں نا۔"

"ہوں۔" اس نے سر جھکا لیا انداز روٹھا ہوا تھا۔

"بس کافی ہیں اتنی محبتیں یا مزید کی آرزو ہے۔" انہوں نے ہلکے پھلکے انداز میں کہہ کر اس کا ہاتھ دبایا تو اس نے یونہی نفی میں سرہلا دیا۔

"بس پھر تو کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ آپا جو کہتی ہیں کہنے دو' بلکہ اچھا ہے زیادہ مٹھاس صحت کے لیے نقصان دہ ہوتی ہے۔ کبھی کبھی تلخ و ترش مزہ بھی چکھ لینا چاہیے۔"

وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے تو وہ بھی ایک دم یاد آنے پر اچھل کر بولی۔

"ارے میں تو بھول ہی گئی۔ اماں نے تیار ہونے کو کہا ہے ابھی سب رشتہ دار آ جائیں گے۔ کون سے

UrduPhoto.com

کپڑے پہنوں؟" اس نے الماری کھول کر غزنی کو دیکھا لیکن وہ کمرے سے جاچکے تھے۔

"عجیب آدمی ہیں۔" اس نے سر جھٹکا پھر اس خیال سے اسکائی بلیو سوٹ نکالا کہ غزنی کو یہ کلر پسند تھا اور وہ اس سوٹ کی تعریف بھی کر چکے تھے۔ پھر جب وہ تیار ہو کر کمرے سے نکلی تو سامنے سے امی کاشی اور نشی کے ساتھ آرہی تھیں۔

"السلام علیکم۔" وہ بھاگ کر امی سے لپٹ گئی۔

"وعلیکم السلام' کیسی ہے میری بیٹی؟" امی نے اس کا گال چومتے ہوئے کہا۔

"بہت اچھی۔" وہ کھلکھلائی۔

"ماشاءاللہ ہمیشہ خوش رہو۔" امی نے دعا دی۔

"آیئے اندر چلیں اور تم۔" وہ کاشی کی طرف متوجہ ہوئی۔ لیکن وہ نشی کو کہنی مار کر کہہ رہا تھا۔

"ترا کتنا رہی ہے۔"

"ہوں ذرا اچھی نہیں لگ رہی۔" نشی نے ناک سکیڑا۔

"ارے یہ تم دونوں کیا کھسر پھسر کر رہے ہو۔ خبردار یہاں بد تمیزی نہیں کرنا۔" اس نے دونوں کا سر ہلا کر کہا تو کاشی ترخ کر بولا۔

"چل موٹی بھینس۔"

"ایں!" اس نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا۔ امی آگے بڑھ گئی تھیں پھر وہ جھک کر ان دونوں سے بولی۔

"دیکھو' یہ میرا سسرال ہے۔ بد تمیزی کرو گے تو سب لوگ مذاق اڑائیں گے۔"

"تم یہاں کیوں آگئیں' اپنے گھر چلو۔" کاشی کو شاید اس بات کا غصہ تھا کہ وہ انہیں چھوڑ کر آگئی تھی۔

"ہاں آؤں گی۔ آج تو اماں جا رہی ہیں پھر میں دو چار دن رہنے آؤں گی۔" اسے مجبوراً بہت پیار سے بولنا پڑ رہا تھا کہ کہیں دونوں سب کے سامنے نہ شروع ہو جائیں۔

"ارے کاشی! تم کب آئے؟" عقب سے غزنی کی آواز پر وہ ایک دم سیدھی ہو کر بولی۔

"ابھی آئے ہیں امی کے ساتھ۔"

"اچھا امی کہاں ہیں؟"

"ادھر اماں کے کمرے میں چلو تم دونوں بھی وہیں جاؤ۔" اس نے نشی کو جانے کا اشارا کیا پھر غزنی کو دیکھا تو وہ کہنے لگے۔

"سنو' صبح میں نے تمہیں جو لفافہ دیا تھا وہ لے آؤ۔"

"لفافہ مجھے کون سا لفافہ دیا تھا۔" اسے فوراً" یاد نہیں آیا۔

"سفید لفافہ اور میں نے تمہیں بتایا بھی تھا کہ اماں کے لیے کرنسی چینج کرائی ہے اس میں' ریال تھے۔" غزنی نے زور دے کر کہا۔

"ریال ہاں شاید میں دیکھتی ہوں۔" وہ سوچتی ہوئی اپنے کمرے میں آگئی اور یہ تو اسے یاد آگیا تھا کہ غزنی نے اسے لفافہ دیا تھا' لیکن کہاں رکھا تھا یاد نہیں آیا اور آتا بھی کیسے اپنی فطری لاپروائی کے باعث اس نے یونہی کہیں ڈال دیا تھا۔ اور اب ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہلکان ہو رہی تھی۔ سارا کمرہ الٹ کر رکھ دیا تھا۔ تقریباً" آدھے گھنٹے بعد غزنی کمرے میں داخل ہوتے ہی چکرا گئے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

"وہ میں لفافہ ڈھونڈ رہی ہوں۔" وہ بہت جلد غزنی سے خائف بھی ہو جاتی تھی۔

"ڈھونڈ رہی ہو کیا مطلب' کیا ایسے ہی پھینک دیا تھا۔" انہوں نے قدرے غصے سے کہا۔

"نہیں پھینکا تو نہیں تھا۔" وہ مزید سہم گئی۔

"پھر؟"

"پھر پتا نہیں کہاں چلا گیا۔"

"او گاڈ! اب میں اماں کو کیا دوں' یاد کرو تم نے کہاں رکھا تھا اور ادھر ادھر رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ سیف میں نہیں ڈال سکتی تھیں۔ انتہائی غیر ذمہ دار ہو تم' میری غلطی جو میں نے تمہیں تھما دیا۔" غزنی غصے سے بولتے ہوئے چیزیں اٹھا کر پٹخنے لگے۔ پھر الماری کھولی تو وہ روہانسی آواز میں بولی۔

"یہاں میں دیکھ چکی ہوں۔"

"تمہارے دیکھنے اور میرے دیکھنے میں فرق ہے۔ تمہیں سامنے رکھی چیز نظر نہیں آتی۔" وہ اسے گھور کر بولے اور پھر ساری الماری خالی کر ڈالی لیکن لفافہ زمین کھا گئی تھی یا آسمان نگل کے نہیں دیا۔

"اب بتاؤ میں کیا کروں کہاں سے لاؤں اتنا پیسہ؟" غزنی واقعی پریشان ہو گئے تھے اور وہ کیا کر سکتی تھی سوائے رونے کے۔

"خبردار جو آنسو بہائے تو۔" غزنی اسے بری طرح جھڑک کر کمرے سے نکل گئے تو اس کے آنسو اور تواتر سے بہہ نکلے۔

پھر اسے نہیں معلوم غزنی نے رقم کا انتظام کہاں سے کیا تھا اور پتا نہیں ہوا بھی تھا کہ نہیں اس کی ہمت ہی نہیں ہوئی پوچھنے کی اور پوچھنا تو دور کی بات وہ ان کے قریب سے گزرتے ہوئے بھی ڈر رہی تھی کہ کہیں سب کے سامنے نہ ڈانٹ دیں۔ ایک اسی بات کا تو اسے خیال رہتا تھا ورنہ اور تو کسی بات کی پروا نہیں تھی۔ بہرحال دھیرے دھیرے سب مہمان رخصت ہو گئے۔ وہ امی کو گیٹ تک چھوڑ کر واپس آئی تو غزنی اس کا کارنامہ بیان کر رہے تھے۔

"پتا نہیں کہاں رکھ کے بھول گئی۔ سارا کمرہ چھان مارا۔"

"ہو تا تو ملتا۔ دے دیا ہو گا اپنی ماں کو۔" غزنی کی آپا نے نخوت سے کہا تو وہ اپنی جگہ سن ہو گئی۔

"فضول بات نہیں کریں آپا!" غزنی نے غصے سے انہیں ٹوکا تو اماں بھی ان کی تائید میں بولنے لگیں۔

"ہاں خوامخواہ الزام مت لگاؤ' بچی ہے کہیں ڈال دیا ہو گا ادھر ادھر' تم غزنی بعد میں آرام سے دیکھنا مل جائے گا۔"

"مل چکا۔" آپا ابھی بھی باز نہیں آئیں۔

"آپا! آپ کو بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ملے نہ ملے مجھے پروا نہیں ہے۔"

اسے آپا کی بات سے جتنا دکھ ہوا تھا' غزنی کو اپنے حق میں بولتے سن کر اسی قدر خوش ہو کر وہ دروازے ہی سے پلٹ آئی۔ لیکن غزنی کی اس وقت کی ڈانٹ نہیں بھولی تھی جب ہی اماں کو سی آف کر کے رات دو بجے جب واپسی ہوئی تب بھی وہ غزنی سے کچھی کچھی سی تھی پھر نیند بھی بہت آرہی تھی کمرے میں آتے ہی بیڈ پر ڈھے گئی۔

"ارے چلو پہلے چینج کرو۔" غزنی نے فوراً" ٹوکا۔

"میں آپ سے بات نہیں کرتی۔" وہ روٹھے لہجے میں بولی اور تکیہ کھینچ کر منہ پر رکھا تو غلاف کے اندر کوئی چیز کھڑکھڑائی۔ اس نے جھنجلا کر پہلے تکیہ ہٹایا پھر ایک دم یاد آنے پر فوراً" غلاف میں ہاتھ ڈال کر لفافہ نکال کر چیخی۔

"مل گیا غزنی! یہ تکیے میں تھا۔ میں نے خود رکھا تھا۔"

"ظاہر ہے تم ہی نے رکھا ہو گا۔" انہوں نے کہا پھر اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولے۔

"اگر تم اس وقت ذرا سا اپنا ذہن استعمال کر لیتیں تو تمہیں ضرور یاد آجاتا' لیکن تم نے سوچنے کی زحمت ہی نہیں کی۔ بس ہر بات چاہتی ہو خود بخود ہو جائے۔ ایسا نہیں ہوتا بنی! تمہیں احساس ہے تمہاری اس بھول سے مجھے کتنی پریشانی ہوئی۔ کم از کم اسی بات سے سبق سیکھ لو اور آئندہ..."

"آئندہ آپ مجھے کوئی چیز نہیں دیجیے گا۔" وہ ان کی بات پوری ہونے سے پہلے بول پڑی۔ "میں ایسے ہی بھول جاؤں گی۔"

"کیوں بھولو گی۔ کھانا' سونا بھولتی ہو چلو اٹھو۔ فوراً" کھڑی ہو جاؤ۔" انہوں نے ہلکے غصے اور رعب سے کہا تو وہ منمنائی۔

"مجھے نیند آرہی ہے۔"

"کوئی ضرورت نہیں سونے کی۔" انہوں نے اسے بیڈ سے کھینچ کر کھڑا کر دیا اور خود لیٹتے ہوئے بولے۔

"روزانہ میں تمہیں اٹھاتا ہوں۔ آج سے یہ تمہاری ڈیوٹی ہے ٹھیک سات بجے مجھے اٹھا دینا۔"

"میری خود سے آنکھ نہیں کھلتی۔"

"اسی لیے تو تمہیں سونا نہیں ہے۔ مجھے اٹھانے

UrduPhoto.com

اسلام علیکم!

ہمیں اپنے Blog kitabdost

http://kitabdostpk.blogspot.be

اور readingpoint

http://readingpointpk.blogspot.be

کے لیے لکھاریوں کی ضرورت ہے جو ہمارے لیے ناولز

لکھ سکیں جو خواتین و حضرات شوقین ہیں وہ

ہمیں اپنی تحریر (ناول،ناولٹ،افسانہ قسط وار ناول)

اس میل آی ڈی پہ سینڈ کر سکتے ہیں

maisrasultan@gmail.com

فیس بک پہ بھی اس میل کے زریعے رابطہ کریں

بلکہ میرے آفس جانے کے بعد سو سکتی ہو۔" وہ بڑے آرام سے حکم صادر فرما کر کروٹ بدل گئے۔

"اف کتنے ظالم ہیں آپ، میں ابھی اماں سے... لیکن اماں تو چلی گئیں جب ہی آپ..."

"لائٹ آف کرو اور اپنا منہ بھی بند رکھو ورنہ کمرے سے باہر چلی جاؤ۔" وہ کوئی رعایت برتنے کو تیار نہیں تھے۔

"اللہ کرے نیند ہی نہ آئے۔ اللہ کرے ایسے ڈراؤنے خواب آئیں کہ چیختے ہوئے اٹھ بیٹھیں۔" وہ لائٹ آف کر کے مسلسل بڑبڑا رہی تھی۔

"ہاں نہیں، میں تو نہیں اٹھاؤں گی۔ چاہے جتنی سے کتنے لیٹ ہو جائیں۔ اچھا ہے باس سے ڈانٹ پڑے گی۔" اس کی بڑبڑاہٹ دھیرے دھیرے مدھم ہونے لگی کیونکہ نیند غالب آ رہی تھی اور پھر وہ صوفے پر گرتے ہی سو گئی۔

صبح غزنی نے نہیں اٹھایا تو وہ اٹھی ہی نہیں۔ دوپہر میں بھابھی نے آکر ہلایا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

"غزنی کو سات بجے اٹھانا ہے۔"

"صبح کے یا شام کے۔" بھابھی نے مسکرا کر پوچھا تو وہ کھڑکی کے شیشوں پر دھوپ دیکھ کر سٹپٹا گئی۔

"سات بج گئے؟"

"دو بج رہے ہیں۔ چلو کھانا کھا لو اور یہ تم صوفے پر کیوں سو رہی تھیں؟" بھابھی نے کچھ معنی خیز انداز میں پوچھا۔

"تاکہ جلدی آنکھ کھل جائے۔" وہ کہہ کر جلدی سے واش روم میں چلی گئی۔

پھر کھانے کے دوران وہ بھابھی کو مزے سے بتانے لگی کہ وہ لفافہ تکیے میں رکھ کر بھول گئی تھی اور رات جب سونے لگی تب ملا۔

"ہاں بعض اوقات وقت پر سامنے رکھی چیز نظر نہیں آتی۔" بھابھی نے کہا۔

"آپا چلی گئیں ورنہ وہ بھی دیکھتیں۔ ایسے ہی کہہ رہی تھیں کہ میں نے اپنی امی کو دے دیا ہو گا۔"

"وہ تو بس ایسے ہی ہیں۔" بھابھی کا انداز ایسا تھا جیسے وہ بھی ان کی بہت باتیں سن چکی ہوں۔

"کیوں ہیں وہ ایسی؟" اس نے سادگی سے پوچھا تو بھابھی پہلے ذرا سا ہنسیں پھر کہنے لگیں۔

"اصل میں وہ غزنی کی شادی اپنی نند کے ساتھ کرنا چاہتی تھیں، اس لیے تم سے خار کھاتی ہیں۔"

"کیسی ہے ان کی نند؟" اس کے دل میں عجیب سا ابال اٹھنے لگا۔

"اچھی ہے۔ شکل صورت کی اچھی ہے، سلیقہ شعار بھی ہے، لیکن ساری بات تو غزنی کی پسند کی تھی اور غزنی کو تم پسند آ گئیں۔"

بھابھی نے آخر میں اس کی ٹھوڑی چھو کر کہا لیکن وہ ان کی پہلی بات میں ہی اٹک گئی تھی۔ بھابھی کے سامنے تو کچھ نہیں بولی۔ شام میں جب غزنی آئے تو فوراً ان کے پیچھے کمرے میں بھاگی آئی۔

"اتنی دیر سے کیوں آئے ہیں؟"

"زیادہ دیر تو نہیں ہوئی۔ آپا کے پاس بس پانچ منٹ رکا۔" انہوں نے شوز اتارتے ہوئے بتایا تو وہ اچھل کر بولی۔

"آپا کے ہاں گئے تھے؟"

"ہاں کیوں؟"

"آپ بتائیں کیوں گئے تھے؟" وہ باقاعدہ کمر پر ہاتھ رکھ کر لڑنے کے لیے تیار ہو گئی۔

"نہیں یہ بتانے کہ کل جو لفافہ کھو گیا تھا وہ مل گیا ہے۔" وہ صاف گوئی سے کہہ کر الماری کی طرف بڑھنے لگے لیکن وہ سامنے آ گئی۔

"جھوٹ بولتے ہیں آپ، مجھے پتا ہے آپ وہاں کیوں جاتے ہیں۔ ان کی نند کو دیکھنے، وہ بہت اچھی، بہت سلیقہ شعار ہے نا۔"

"ہیں!" غزنی چکرا گئے۔ "دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟"

"میرا دماغ بالکل ٹھیک ہے، آپ کا خراب۔"

"نان سینس۔" وہ اسے دھکیل کر واش روم میں چلے گئے اور جب چینج کر کے نکلے تو وہ گھٹنوں میں منہ چھپائے زارو قطار رو رہی تھی۔

"او گاڈ!" وہ اس کے قریب آ بیٹھے۔ "نینی! نینی! ادھر دیکھو بیوقوف لڑکی، کبھی تو اپنی عقل استعمال کیا کرو۔ اگر مجھے آپا کی نند کو دیکھنا ہوتا تو تم سے شادی کیوں کرتا۔"

"مجھے پتا ہے۔ اب آپ پچھتا رہے ہیں، کیونکہ مجھے کچھ نہیں آتا۔" وہ اسی طرح روتے ہوئے بولی۔

"اس کے باوجود میں تم سے محبت کرتا ہوں، سمجھیں۔"

"کوئی نہیں ہر وقت تو ڈانٹتے رہتے ہیں۔" وہ بسور کر بولی۔

"تمہارے فائدے کے لیے تاکہ تم کچھ سیکھو۔ تمہارے اندر ذمہ داری کا احساس جاگے بھابھی کو دیکھو۔ کس طرح ایک ایک کا خیال رکھتی ہیں اور تم بجائے ان کا ہاتھ بٹانے کے اپنے کام بھی ان کے سر ڈال دیتی ہو۔ دو مہینے ہو گئے ہماری شادی کو کوئی ایک دن ایسا بتاؤ کہ صبح مجھ سے پہلے بیدار ہو کر تم نے میرے لیے ناشتا تیار کیا ہو۔ بھابھی نے ساری زندگی کا ٹھیکہ تو نہیں لے رکھا۔ وہ منہ سے کچھ نہ کہیں لیکن سوچتی تو ضرور ہوں گی کہ پہلے تو صرف میرا کرنا پڑتا تھا، اب میری بیوی بھی ان کے سر پر آ پڑی۔"

"میں نے آپ کو شادی سے پہلے بتا دیا تھا کہ مجھے کوئی کام نہیں آتا۔"

"ہاں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم ہمیشہ کے لیے خود کو بری الذمہ قرار دے دو۔ ٹھیک ہے تمہیں کھانا بنانا نہیں آتا، لیکن دوسرے کام تو تم کر سکتی ہو، برتن دھونے میں ان کی مدد کر سکتی ہو۔ کچن کی صفائی یا یہ سب بھی نہیں کر سکتی۔" انہوں نے دھیرج سے سمجھاتے ہوئے کہا تو وہ اکتا کر بولی۔

"کوشش کروں گی۔"

"ہاں کوشش کرو، بھابھی کے ساتھ ساتھ لگی رہو گی تو کھانا پکانا بھی آ جائے گا سمجھیں۔" وہ اس کا سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے تو وہ جیسے اپنے آپ سے بولی۔

"اتنے دن ہو گئے۔ میں امی کے ہاں بھی نہیں گئی۔"

"کل آئی تھیں نا وہ ملاقات ہو تو گئی۔" وہ سمجھ گئے کام کا سنتے ہی بھاگنا چاہتی ہے۔

"کہاں ملاقات ہوئی۔ میں تو سارا وقت لفافہ ڈھونڈنے میں لگی رہی۔ دو منٹ ان کے پاس نہیں بیٹھی۔"

"تمہاری غلطی ہے۔ میں کیا کر سکتا ہوں۔" انہوں نے قصداً روٹھے پن کا مظاہرہ کیا۔

"آپ یہ کر سکتے ہیں کہ صبح آفس جاتے ہوئے مجھے امی کے ہاں چھوڑ دیجئے گا پھر تین چار روز کے بعد۔"

"نہیں۔" وہ ٹوک کر بولے۔ "ابھی کل ہی تو اماں گئی ہیں۔ تم بھی چلی جاؤ گی تو بھابھی اکیلی ہو جائیں گی۔"

"اکیلی کیوں دادی ہیں اور چچی جان وغیرہ۔"

"نینی! بحث مت کرو۔ جاؤ جا کر بھابھی کا ہاتھ بٹاؤ۔" انہیں واقعی غصہ آ گیا تھا۔ ڈانٹ کر کہا تو وہ منہ پھلائے کمرے سے نکل آئی اور بجائے بھابھی کے پاس کچن میں جانے کے ان کے بچوں کے پاس آ بیٹھی۔

"کیا کر رہے ہو؟"

"ہوم ورک۔"

"لاؤ میں کر دوں۔" اس نے ہدایت اللہ کے سامنے سے کاپی کھینچنی چاہی، لیکن وہ فوراً اس پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"نہیں ٹیچر ماریں گی۔"

"اچھا چلو جلدی سے ختم کرو پھر لڈو کھیلیں گے۔" وہ تکیے پر سر رکھتے ہوئے بولی تو عنایت اللہ نے فوراً ٹوکا۔

"چاچی! یہاں نہیں سونا۔"

"سو کون رہا ہے۔" اس نے کہا پھر اس خیال سے کہ نیند کا کچھ پتا نہیں اٹھ بیٹھی اور لڈو لے کر اکیلی کھیلنے بیٹھ گئی۔ کچھ دیر بعد ڈائننگ روم سے بھابھی کی آواز آئی تھی۔

"خالہ! کھانا لگ گیا ہے۔ غزنی اور نینی سے بھی

کہہ دو۔ ہدایت اللہ عنایت اللہ آجاؤ بیٹا۔"

اس نے حسب عادت سن کر بھی کوئی اہمیت نہیں دی اور اپنے کھیل میں لگی رہی، جبکہ دونوں بچے اٹھ کر چلے گئے تھے۔ وہ جب آخری گوٹ بھی کھیل چکی تب لڈو دھکیل کر سر اونچا کرتے ہی ٹھٹھک گئی کیونکہ دروازے میں کھڑے غزنی بہت تاسف بھری نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"وہ میں۔۔۔" وہ نظریں چراتی بس اس قدر کہہ سکی اور غزنی صرف اس کے متوجہ ہونے کے منتظر تھے، کچھ کہے بغیر واپس پلٹ گئے تو وہ مزید پریشان ہو کر ان کے پیچھے جانے کی بجائے اپنے کمرے میں آگئی۔

"نینی!" بھابھی اسے پکارتی ہوئی آگئیں۔ "کیا بات ہے کھانا نہیں کھا رہیں۔"

"مجھے بھوک نہیں ہے۔" اس نے جھوٹ بولا۔

"کیوں؟"

"وہ شام میں سموسے کھا لیے تھے شاید اس لیے۔ آپ کھائیں۔ مجھے جب بھوک لگے گی کھا لوں گی۔"

اس نے کہا تو بھابھی شاید عجلت میں تھیں جب ہی زیادہ اصرار نہیں کیا البتہ جاتے جاتے بعد میں کھانے کی تاکید کرتی گئیں۔

"اللہ اب کیا کروں، غزنی بہت غصے میں لگ رہے تھے سو جاتی ہوں۔"

اسے غزنی کے عتاب سے بچنے کا ہی ایک راستہ نظر آیا اور وہ واقعی سو گئی۔ لیکن اس کا یہ خیال غلط تھا کہ صبح تک غزنی کا موڈ ٹھیک ہو جائے گا، اس کے برعکس بہت سنجیدگی سے ناراض ہو کر انہوں نے بالکل خاموشی اختیار کر لی تھی۔ اگر اسے سخت سست کہہ لیتے تو شاید ان کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا لیکن وہ کچھ بول ہی نہیں رہے تھے۔ صبح بھی اسے اٹھائے بغیر آفس چلے گئے، خود سے مخاطب کرنے کی وہ ہمت نہیں کر سکی۔ البتہ بہانے بہانے سے ان کے آس پاس منڈلاتی رہی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

اسی طرح دوسرا تیسرا دن بھی گزر گیا اور کام تو وہ ایسے ہی نہیں کرتی تھی۔ کھیلنے میں بھی دل نہیں لگ رہا تھا۔ ہدایت اللہ، عنایت اللہ لڈو لے کر آتے وہ منع کر دیتی، کرکٹ کھیلنے کے لیے بلاتے تو بھی نہ جاتی۔

"میرا دل نہیں چاہ رہا۔" اس وقت اس نے اکتا کر کہا تو بھابھی نے اسے اپنے پاس بٹھا لیا اور پیار سے پوچھنے لگیں۔

"کیا ہو گیا ہے، تمہارے دل کو، کیوں اکتانے لگا ہے۔"

"پتا نہیں۔"

"کچھ گڑبڑ تو نہیں ہے؟" بھابھی کی معنی خیز مسکراہٹ سے بھی وہ کچھ نہیں سمجھی۔

"کیسی گڑبڑ!"

"نئے مہمان کی۔" بھابھی نے اس کے پہلو میں چٹکی کاٹی۔

"اللہ بھابھی!" وہ مارے شرم کے ان کے پیچھے چھپنے لگی۔

"سچ بتاؤ اگر ایسی کوئی بات ہے تو چلو ڈاکٹر کے پاس لے چلوں۔" اس بار بھابھی نے سنجیدگی سے کہا۔

"نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔"

"تو پھر اکتائی اکتائی کیوں رہتی ہو؟ تین چار دن سے میں دیکھ رہی ہوں۔ کوئی ہلا گلا نہیں۔ دادی بھی پوچھ رہی تھیں کہ تم کہاں چلی گئی ہو۔ تمہاری آواز سنائی نہیں دے رہی۔" بھابھی نے ٹوکتے ہوئے کہا۔

"دادی کو ایسے ہی سنائی نہیں دیتا۔ میں انہیں اپنی شکل دکھا آتی ہوں۔" بھابھی کی جرح سے بچنے کی خاطر بہانے سے اس کے پاس سے ہٹ آئے تو بھابھی غزنی کے پیچھے پڑ گئیں کہ وہ اس کا خیال نہیں کر رہے، جب ہی وہ مرجھانے لگی ہے اور اسی وقت اسے گھمانے لے جانے کو کہا جس پر غزنی بہت جز بز ہوئے کیونکہ بھابھی کی بات نہیں ٹال سکتے تھے اور اس سے بھی بات نہیں کرنا چاہتے تھے۔ کچھ دیر بہانے سوچتے رہے، لیکن بھابھی کو چکر دینا آسان نہیں تھا۔ انہوں نے پھر ٹوکا تو دونوں بھتیجوں کو پکار کر بولے۔

"چلو بچو! تمہیں کلفٹن لے چلوں، جاؤ اپنی چاچی

سے بھی کہو، تیار ہو کر آجائیں۔"

"چاچی! چاچی!" دونوں خوشی سے چلاتے ہوئے بھاگے تھے۔

"کیا ہے؟" وہ بیزار کھڑی تھی۔

"چاچا کہہ رہے ہیں۔ جلدی تیار ہو جائیں۔ کلفٹن چلیں گے۔" عنایت اللہ نے کہا تو وہ ایک دم خوش ہو گئی۔

"سچ۔"

"ہاں، جلدی کریں۔"

"بس ابھی آ رہی ہوں۔" اس نے فوراً وارڈ روب کھول لی اور پھر دس منٹ میں تیار ہو کر کھلکھلاتی ہوئی کمرے سے نکلی، لیکن آگے غزنی کی پیشانی کا بل دیکھ کر وہیں رک گئی۔

"چلو بچو!" غزنی اس پر اچٹتی نظر ڈال کر آگے بڑھ گئے تو اس کا دل چاہا واپس کمرے میں چلی جائے۔ لیکن اسی پل عنایت اللہ نے اس کی انگلی تھام لی تھی۔

"غزنی!" راستے میں وہ اپنی ساری ہمتیں یکجا کر کے انہیں مخاطب کر کے پوچھنے لگی۔ "آپ کتنے دن ناراض رہیں گے؟"

"تمہیں میری ناراضی کی پروا ہے؟" وہ بہت سپاٹ لہجے میں بولے تھے۔

"کیوں نہیں۔ کتنے دن ہو گئے میں ٹھیک سے سوئی نہیں اور نہ بچوں کے ساتھ کھیلی ہوں۔ آج بھابھی بھی پوچھ رہی تھیں کہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔" اس نے اتنی سادگی سے کہا کہ غزنی جھنجلا گئے۔

"او گاڈ! تمہیں میری ناراضی کی پروا صرف اس لیے ہے کہ تم سونا اور کھیلنا چاہتی ہو۔ ان چار دنوں میں ایک بار بھی تم نے یہ سوچا کہ میں کیوں ناراض ہوں اور تم سے کیا چاہتا ہوں۔"

"کیا چاہتے ہیں؟" وہ ابھی بھی پوچھ رہی تھی۔

"تمہارا سر۔" انہوں نے غصے سے کہا اور وہیں سے گاڑی واپس موڑ کر سیدھا اس کی امی کے گھر کے سامنے جا روکی تو وہ خوشی اور حیرت سے اچھل کر بولی۔

"ہائیں یہ تو اپنا گھر آ گیا۔"

"جاؤ اپنے گھر۔" انہوں نے کہا تو وہ ان کے لہجے پر غور کیے بغیر فوراً اتر گئی اور دروازہ بند کر کے جھک کر پوچھنے لگی۔

"آپ نہیں آ رہے؟"

"نہیں میں پھر آؤں گا۔" وہ کہہ کر گاڑی بھگا لے گئے۔

"عجیب آدمی ہیں کہاں اتنا غصہ کر رہے تھے اور کہاں اتنے مہربان کہ امی کے گھر۔ امی۔" وہ گیٹ سے داخل ہوتے ہی چلانے لگی۔ "امی! کاشی! انشی!"

"نینی!" امی کچن سے نکل کر سامنے آئیں تو وہ بھاگ کر ان سے لپٹ گئی۔

"کیسی ہو بیٹا؟" امی نے اس کی پیشانی چومی پھر اس کے پیچھے دیکھ کر پوچھا۔ "غزنی کہاں ہیں؟"

"وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔" اس نے لاپروائی سے کہا تو امی کچھ ٹھٹھک گئیں۔

"چھوڑ کر چلے گئے، کیوں؟"

"وہ ہدایت اللہ اور عنایت اللہ بھی ساتھ تھے نا، انہیں لے کر گئے ہیں۔ کہہ رہے تھے پھر آؤں گا۔" اس نے کوئی بات نہیں بنائی تھی بلکہ سمجھی ہی یہی تھی۔

"اچھا اچھا آؤ اندر چلو۔" امی نے مطمئن ہو کر کہا تو اس نے چلتے چلتے رک کر کاشی انشی کا پوچھا۔

"یاجوج ماجوج کہاں ہیں؟"

"پڑوس میں گئے ہیں۔ تم اندر چلو میں بلاتی ہوں۔" امی اس کے یاجوج ماجوج کہنے پر ہنستی ہوئی گیٹ کی طرف بڑھ گئیں اور وہ برآمدے میں آ بیٹھی کچھ دیر بعد وہ دونوں امی سے پہلے بھاگتے آئے اور خوشی کی بجائے ناراضی کا اظہار کرنے لگے۔

"اتنے دنوں بعد کیوں آئی ہو، تم نے اس دن آنے کو کہا تھا۔"

"پہلے سلام تو کرو آتے ہی لڑنا شروع کر دیا۔" اس نے ٹوکا تو کاشی فوراً بولا۔

"تم سلام کرو، تم ہمارے گھر آئی ہو۔"

"تمہارے گھر۔"

UrduPhoto.com

"ہاں ہمارے گھر، تمہارا گھر وہ ہے جہاں تم اس دن اترا رہی تھیں۔" نشی نے کہا تو وہ آنکھیں پھیلا کر بولی۔

"میں کب اترا رہی تھی۔"

"کیوں یہاں بد تمیزی نہیں کرنا، سب لوگ مذاق اڑائیں گے۔" نشی اس کی نقل اتار کر بولی۔ "تم بھی یہاں بد تمیزی نہیں کرنا۔"

"میں تو کروں گی۔" وہ گردن اکڑا کر ہنسنے لگی۔

"اچھی تو نہیں لگ رہیں موٹی بھینس!" کاشی نے برا سا منہ بنا کر کہا تو امی اسے ڈانٹنے لگیں۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے۔ اب یہ بچی نہیں شادی شدہ ہے۔ عزت کیا کرو اس کی۔"

"سن لو آئندہ سے مجھے آپی پکارنا۔" اس نے فوراً موقع سے فائدہ اٹھایا تو کاشی منہ چڑاتا ہوا بھاگ گیا۔

"آپی دھاپی۔"

"یہ نہیں سدھرنے والے۔" وہ کہہ کر ہنسی تو امی اس کی ٹھوڑی چھو کر بولیں۔

"تم سدھر گئیں۔"

"پتا نہیں۔" اس کی ہنسی شرمگیں مسکراہٹ میں بدل گئی تو امی نے اسے گلے لگا لیا پھر اٹھتے ہوئے بولیں۔

"میں کھانے کی تیاری کروں، غزنی بھی آئیں گے نا۔"

"پتا نہیں۔"

"کیا مطلب، کھانا یہاں نہیں کھائیں گے۔"

"آئیں گے تو کھائیں گے اور مجھے نہیں پتا کب آئیں گے۔" اس نے اپنی ازلی لاپروائی سے کہا تو امی دوبارہ بیٹھ گئیں۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو بیٹیا! تم خوشی سے تو آئی ہو نا میرا مطلب ہے غزنی سے کوئی ناراضی تو نہیں۔"

"میں تو ناراض نہیں ہوں ان کا پتا نہیں۔" اس نے کہا تو اس بار امی جھنجھلا گئیں۔

"کیا ہر بات میں پتا نہیں، پتا نہیں سیدھی بات کرو، غزنی کیا کہہ کر گئے ہیں۔"

"آپ ناراض کیوں ہو رہی ہیں۔ میں سیدھی بات ہی تو کر رہی ہوں مجھے انہوں نے صرف اتنا کہا ہے کہ پھر آؤں گا اب پتا۔" وہ پھر پتا نہیں کہتے کہتے رک گئی تو امی کچھ دیر اسے دیکھنے کے بعد بولیں۔

"تمہیں پوچھنا چاہیے تھا۔"

"کب پوچھتی وہ تو فوراً ہی گاڑی بھگا لے گئے تھے۔"

"ایسی کیا جلدی تھی۔" امی نے پوچھا تو اس نے خاموشی سے سر جھکا لیا، کیونکہ اس کے پاس اب بھی وہی جواب تھا۔ "پتا نہیں۔" اور امی سمجھ کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"بہرحال میں کھانا تو تیار کر رکھوں، کیا پتا آجائیں۔" وہ کچھ نہیں بولی اور امی کے کچن میں جاتے ہی اٹھ کر اندر آگئی۔ اچانک کچھ عجیب سا محسوس ہونے لگا تھا، جیسے کسی اجنبی دیس میں آگئی ہو۔

"کیا ہو گیا ہے امی کو بس غزنی غزنی کیے جا رہی تھیں۔ میں تو جیسے ان کی کچھ نہیں لگتی۔ ابو آجائیں وہ بہت خوش ہوں گے مجھے دیکھ کر، میں ان کی بیٹی ہوں نا۔"

اس نے سوچا پھر کاشی اور نشی کو بلا کر لڈو کھیلنے کو کہا تو نشی منع کرتے ہوئے بولی۔

"میں نہیں کھیل رہی، تم کاشی کے ساتھ کھیلو۔"

"تم کیوں نہیں کھیل رہیں۔" اس نے ڈبیہ میں سے گوٹیں نکالتے ہوئے پوچھا۔

"امی کچن میں اکیلی ہیں، میں ان کے ساتھ کام کروں گی۔" نشی نے بتایا تو وہ ہنستے ہوئے بولی۔

"تم کیا کام کرو گی؟"

"چاول چنوں گی۔ لہسن پیاز چھیل دوں گی، برتن دھوؤں گی اور اب تو میں آٹا بھی گوندھ لیتی ہوں۔" نشی نے یوں بتایا جیسے وہ حیران ہو گی اور پھر سراہے گی بھی، لیکن وہ سر جھٹک کر بولی۔

"چھوڑو نا، امی کر لیں گی سب۔ ہم جب تک ایک گیم کھیل لیں۔"

UrduPhoto.com

"تم کھیلو۔" نشی کہہ کر چلی گئی تب اس نے کچھ حیران ہو کر' اس کے پیچھے دیکھا پھر کاشی کے ساتھ کھیلنے میں مصروف ہو گئی اور ابھی اس کا کھیل ختم نہیں ہوا تھا کہ ابو آ گئے۔

"میری بیٹی کب آئی؟" ابو نے اس کے سر پر پہنچ کر کہا تو وہ اچھل پڑی۔

"ابو! آپ نے تو ڈرا دیا؟"

"اوہو سوری بیٹا! میں بھول گیا تھا کہ میری بیٹی کا دل اتنا سا ہے۔" ابو ہنستے ہوئے اس کے پاس بیٹھے تو پوچھنے لگے۔ "غزنی نہیں آئے؟"

"ابو! آپ بھی۔" وہ پریشان ہو گئی۔

"کیا میں بھی۔" ابو کچھ سمجھے نہیں اور حیران ہو کر دیکھنے لگے تو وہ اپنے آپ میں الجھتے ہوئے بولی۔

"کچھ نہیں۔"

"بٹیا! میں غزنی کا پوچھ رہا ہوں۔ وہ کیوں نہیں آئے۔" ابو نے اپنی بات دہرائی۔

"آئیں گے۔" وہ کہہ کر فوراً" بات بدل گئی۔ "چلو کاشی! یہ لڈو ہٹاؤ اور اپنا بیگ لاؤ میں تمہیں ہوم ورک کروا دوں۔ ابو! آپ اپنے کمرے میں جائیں۔"

"اچھا بھئی۔" ابو ابھی آفس سے آئے تھے اس لیے زیادہ تکرار نہیں کی اور اٹھ کر چلے گئے تو وہ کاشی کو ہوم ورک کروانے میں لگ گئی لیکن بار بار ذہن بھٹک رہا تھا کہ غزنی اسے یہاں کیوں چھوڑ گئے ہیں اور اگر چھوڑ بھی گئے ہیں تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ وہ واقعی نہیں سمجھ پا رہی تھی۔ جب ہی بھوک لگتے ہی کچن میں جا پہنچی۔

"غزنی آجائیں پھر کھانا لگاتی ہوں۔ تمہارے ابو بھی انتظار میں بیٹھے ہیں۔"

امی نے کہا تو اسے غزنی پر غصہ آنے لگا کہ انہوں نے بتایا کیوں نہیں کہ وہ کب آئیں گے یہاں خوامخواہ امی ابو انتظار میں بیٹھے ہیں۔

"میرا خیال ہے وہ اس وقت نہیں آئیں گے۔" وہ کچھ دیر سوچنے کے بعد بولی۔

"آپ ابو کو کھانا دے دیں اور آپ بھی کھالیں۔"

"چلو پھر میں نکالتی ہوں۔" امی نے اب اس سے کوئی تکرار نہیں کی اور کھانا نکالنے لگیں۔

پھر کھانا کھاتے ہی حسب سابق اسے نیند آنے لگی تھی' لیکن امی اب فراغت سے اس کے پاس آ بیٹھیں اور ٹوکتے ہوئے بولیں۔

"رات میں کھانا کھاتے ہی نہیں سونا چاہیے۔ صحت کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے۔"

"ہوں غزنی بھی یہی کہتے ہیں۔" وہ جمائی لے کر بولی۔

"ٹھیک کہتے ہیں۔ آخر آئے نہیں اور آئیں گے تو میں ٹوکوں گی ضرور کہ تمہیں باہر ہی چھوڑ کر کیوں چلے گئے تھے۔ تمہارے ابو بھی اس بات پر ناراض ہو رہے ہیں۔" امی نے اسے کھوجتی ہوئی نظروں سے دیکھ کر کہا تو وہ الجھ کر بولی۔

"نہیں آپ ان سے کچھ نہیں کہیے گا' وہ اور ناراض ہوں گے۔"

"اور ناراض۔" امی ٹھٹکیں پھر نرمی سے پوچھنے لگیں۔ "پہلے کس بات پر ناراض ہیں؟"

"وہ مجھے کھانا پکانا نہیں آتا نا۔ اس روز کہنے لگے کچن میں جا کر بھابھی کا ہاتھ بٹاؤ اور میں ہدایت اللہ' عنایت اللہ کے ساتھ لڈو کھیلنے میں لگ گئی بس اسی پر ناراض ہو گئے۔ چار دن مجھ سے بات نہیں کی اور آج شام میں بچوں کے ساتھ مجھے بھی کلفٹن لے جا رہے تھے۔ راستے میں پھر پتا نہیں کس بات پر غصہ آگیا جو گاڑی واپس موڑ کر مجھے یہاں چھوڑ گئے۔" اس نے کچھ رک رک کر ساری بات کہہ سنائی تو امی اسے دیکھتی رہ گئیں۔

"آپ ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں۔ میں نے تو کچھ نہیں کیا۔"

"یا اللہ! تمہیں کب عقل آئے گی نینی! تم اب بچی نہیں ہو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو ماں باپ کے گھر تک ٹھیک ہے لیکن آگے سسرال میں یہ سب نہیں چلتا۔ کتنے آرام سے کہہ رہی ہو کہ ہدایت اللہ' عنایت اللہ کے ساتھ لڈو کھیلنے میں لگ گئی۔ یعنی تمہارے نزدیک کوئی بات ہی نہیں ہے۔ ٹھیک ہے تمہیں کھانا پکانا نہیں آتا لیکن اپنی جٹھانی کے ساتھ کچن میں کھڑے ہونے میں تمہیں کیا تکلیف ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ لگو گی تو سیکھو گی۔"

امی نے اپنا سر پیٹ کر اسے اچھا خاصا لیکچر دے ڈالا تو وہ بسور کر بولی۔

"غزنی بھی یہی کہتے ہیں۔"

"تو تمہیں اس کی بات سمجھ میں نہیں آتی یا تم سمجھنا ہی نہیں چاہتیں۔" امی کے تیز لہجے پر وہ خائف ہو گئی۔

"آپ ڈانٹ کیوں رہی ہیں؟"

"میں ڈانٹ نہیں رہی' سمجھا رہی ہوں تمہیں۔ تمہارے لڈو کھیلنے سے چار دن غزنی تم پر ناراض رہے اور یہاں آکر تم پھر وہی کھیلنے بیٹھ گئیں۔ اس کا مطلب ہے تمہیں اس کی ناراضی کی بھی پروا نہیں ہے۔ کھیلنا سونا زیادہ عزیز ہے تمہیں۔" امی کوشش کے باوجود اپنے لہجے میں نرمی نہیں لا سکیں۔

"کوئی نہیں۔" وہ روہانسی ہو کر بولی۔

"کیا کوئی نہیں۔ میں دیکھ نہیں رہی۔ غزنی تمہیں غصے میں یہاں چھوڑ گئے اور تمہیں پروا ہی نہیں۔ اس طرح تو بیٹا تم اس گھر میں جگہ نہیں بنا سکتیں۔ تمہیں خود کو بدلنا ہو گا ورنہ بہت مشکل ہو گی۔ آخر کب تک غزنی اپنے ہر کام کے لیے اپنی بھاوج کو دیکھیں گے اور بھاوج بھی کب تک کرے گی۔ اس سے پہلے کہ وہ ایک دم سے ہاتھ کھینچ لے تم اپنی ذمہ داریاں خود سنبھال لو اور گھر کے دوسرے کاموں میں بھی اس کا ہاتھ بٹاؤ ـــــ غزنی بھی یقیناً" یہی چاہتے ہوں گے۔"

امی کی آخری بات پر وہ ایک دم سر اونچا کر کے انہیں دیکھنے لگی' کیونکہ اس وقت غزنی نے بھی کچھ ایسی ہی بات کہی تھی۔

"ان چار دنوں میں ایک بار بھی تم نے یہ سوچا کہ میں کیوں ناراض ہوں اور تم سے کیا چاہتا ہوں۔"

"کیا چاہتے ہیں؟" تب اس نے سادگی سے پوچھا تھا اور اب سنجیدگی سے سوچ رہی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

پورے ایک ہفتے بعد غزنی اسے لینے آئے تو اس کا دل چاہا ان سے بہت لڑے۔ کیونکہ اس عرصے میں اسے اور کوئی بات سمجھ میں آئی ہو یا نہیں یہ ضرور جان گئی تھی کہ یہ گھر جہاں وہ پیدا ہوئی کھیلی کودی پروان چڑھی اس کا نہیں ہے۔ اس کے ماں باپ' بہن بھائی سب اس کے لیے اجنبی ہو گئے ہیں اور اگر غزنی کے ساتھ آئے گی تو اسے اہمیت ملے گی ورنہ نہیں۔ امی نے ساری زندگی میں اس سے اتنی باتیں نہیں کی تھیں جتنے لیکچر ان سات دنوں میں دے ڈالے تھے اور ابو بھی آفس سے آتے ہی پہلا سوال یہی کرتے۔ "غزنی آئے تھے؟" جس سے وہ چور سی بن جاتی اور سوچتی آئندہ وہ یہاں کبھی نہیں آئے گی۔

بہر حال اس وقت غزنی آ تو گئے تھے۔ لیکن خاصے اکھڑے ہوئے اور خود کو بہت عجلت میں بھی ظاہر کر رہے تھے۔ امی نے بہت اصرار کیا کہ کھانا کھا کر جائیں' لیکن وہ نہیں رکے اور اسے چلنے کو کہا تو وہ بھی فوراً" چل پڑی۔

"کیسی ہو؟" غزنی نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے اسے دیکھا تو وہ غصے سے بولی۔

"مجھ سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"اچھی بات ہے۔" انہوں نے خاموشی اختیار کر لی' تب بھی اسے بے چینی ہونے لگی۔ بہ مشکل خود پر جبر کیے بیٹھی رہی اور جب گھر میں داخل ہوئی تو جیسے ہی بھابھی نے پیار سے گلے لگایا' وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"ہائیں! کیا ہوا؟" بھابھی پریشان ہو گئیں اور غزنی کو دیکھا تو وہ بوکھلا گئے۔

"تم نے کچھ کہا ہے؟"

"نہیں میں نے کیا کہوں گا۔" ان کا بس نہیں چل رہا تھا' اسے کھینچ کر بھابھی سے الگ لے جائیں۔

"پھر یہ کیوں رو رہی ہے؟"

"مجھے کیا پتا۔ اسی سے پوچھیں راستے میں تو بہت کھلکھلا رہی تھی۔ شاید آپ کو دیکھ کر میرا مطلب

ہے آپ کی محبت میں۔"

"کیوں نینی؟" بھابھی نے اسے خود سے الگ کیا تو وہ چاہنے کے باوجود غزنی کے خلاف نہیں بول سکی اور بڑی سموت سے بولی۔

"مجھے آپ بہت یاد آ رہی تھیں اور ہدایت اللہ ' عنایت اللہ کہاں ہیں وہ دونوں۔"

"یا اللہ! تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا۔ پگلی کوئی بہت دور تو نہیں ہے تمہارا میکہ' چلی آتیں یا غزنی تو روزانہ تمہارے پاس جاتے ہی تھے۔ ان سے کہلوا دیتیں تو میں وہاں آ کر تم سے مل لیتی۔"

بھابھی نے اسے دوبارہ گلے لگاتے ہوئے کہا تو وہ ان کے پیچھے کھڑے غزنی کو گھورنے لگی۔

"تھینک یو۔" غزنی اشارے سے اسے سلام کرتے ہوئے اپنے کمرے میں چلے گئے۔

"آؤ اندر چلو۔ دادی صبح شام تمہارا پوچھتی ہیں۔ پہلے انہیں سلام کر لو۔" بھابھی نے کہا تو وہ ان کے ساتھ دادی کے کمرے میں آ گئی اور سلام کرتی ہوئی جھک کر ان کے سینے سے لگی پھر پاس بیٹھ کر بولی۔

"بس دادی! اب میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔"

"بہت خاموشی ہو گئی تھی تمہارے جانے سے۔" دادی نے کہا تو بھابھی تاکید کرتے ہوئے بولیں۔

"ہاں' بچے کرکٹ کھیلنا بھول گئے۔ چاچی آئیں گی تب کھیلیں گے۔"

"اچھا کہاں ہیں دونوں؟" وہ فوراً کھڑی ہو گئی' لیکن پھر امی کی نصیحتیں یاد آنے پر دوبارہ بیٹھ گئی اور جانے کہاں کہاں کی باتیں لے بیٹھی تھی۔

پھر رات کے کھانے کے بعد وہ غزنی کے ساتھ اپنے کمرے میں آئی اور دروازہ بند کرتے ہی شروع ہو گئی۔

"کتنے جھوٹے ہیں آپ' روزانہ میرے پاس آتے تھے۔ اگر میں بھابھی کو سچ بتا دیتی کہ کس طرح مجھے وہاں چھوڑا اور پھر پلٹ کر خبر ہی نہیں لی۔"

"ہاں تو کیوں نہیں بتایا سچ۔" انہوں نے ٹوکا تو وہ پہلے کچھ سٹپٹائی پھر ناک سکیڑ کر بولی۔

"رحم آ گیا تھا آپ پر۔"

"شکریہ مہربانی اب ایک مہربانی اور کر دو۔" ان کی شوخ و معنی خیز مسکراہٹ سے جھینپ کر' وہ فوراً واش روم میں جا گھسی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

پھر اگلے دن سے ہی وہ گھر کے کاموں میں بھابھی کا ہاتھ بٹانے لگی تھی۔ لیکن اپنی عادتیں وہ فوراً نہیں بدل سکتی تھی لاپروائی اور غیر ذمہ داری کے علاوہ جہاں نیند آئی کام ادھورا چھوڑ کر سو جاتی اور بچوں کے ساتھ کھیلنے سے بھی نہیں رہ سکتی تھی۔

اس روز بھابھی کو شام سے ہلکا ہلکا بخار تھا۔ اس کے باوجود وہ رات کا کھانا پکانے میں لگی رہیں' کیونکہ جانتی تھیں کہ وہ خود سے اور اکیلی کچھ نہیں کر سکتی اور انہوں نے اس سے کہا بھی نہیں بس اپنی مرضی سے وہ کچھ دیر ان کے ساتھ لگی رہی پھر جیسے ہی غزنی آئے۔ وہ ان کے پیچھے کمرے میں چلی گئی تھی۔ بھابھی نے معمول کی طرح سب کام نمٹائے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صبح ان سے اٹھا بھی نہیں گیا۔ مجبوراً انہوں نے ہدایت اللہ سے کہا کہ وہ جا کر چاچی کو اٹھائے۔

"چاچی!" ہدایت اللہ نے پکارنے کے ساتھ دروازے پر ہاتھ مارا تو غزنی کی آنکھ کھل گئی۔ فوراً اٹھ کر دروازہ کھولا۔

"کیا بات ہے بیٹا؟"

"امی کہہ رہی ہیں چاچی کو اٹھا دیں۔" ہدایت اللہ نے کہا تو وہ اچنبھے سے بولے۔

"خیریت امی کیا کر رہی ہیں؟"

"امی کو بخار ہے۔ چاچی ناشتا بنائیں گی۔"

"اچھا میں اٹھاتا ہوں تم چلو' بس ابھی ناشتا تیار ہو جاتا ہے۔" انہوں نے بچے کا گال تھپک کر تسلی دی پھر پلٹ کر اسے بلانے لگے۔

"نینی! نینی!" وہ اتنے پیار سے کہاں اٹھتی تھی۔

"نینی اٹھ جاؤ فوراً۔" انہوں نے جھنجھوڑ کر کہا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

UrduPhoto.com

"کیا ہے؟"

"بھابھی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ چلو کچھ ناشتے کا انتظام کرو۔" انہوں نے کہا تو ناشتا بنانے کے خیال سے اس کی پوری آنکھیں کھل گئیں۔

"ناشتا! مجھے پراٹھے بنانے نہیں آتے۔"

"میں ڈبل روٹی لے آتا ہوں تم اٹھو تو۔" وہ قدرے غصے سے کہہ کر باہر نکل گئے تو اس نے جلدی جلدی منہ ہاتھ دھویا پھر کچن میں آ کر چائے کا پانی رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد غزنی ڈبل روٹی اور انڈے لے کر آ گئے۔

"پہلے ناشتا دادی اور بھابھی کو پہنچاؤ۔ میں جب تک شاور لے لوں۔" غزنی ڈبل روٹی انڈے اس کے حوالے کر کے چلے گئے۔

اس نے دوسرے چولہے پر توا رکھ کر سلائس گرم کیے پھر فرائی پین کی طرف اس کا دھیان ہی نہیں گیا اسی توے پر گھی الٹ کر انڈا ڈالتے ہی اچھل کر پیچھے ہٹ گئی۔

"یا اللہ کیا کروں یہ تو بہت شور مچا رہا ہے۔" اس نے پلٹا اٹھایا لیکن انڈے کے قریب جانے کی ہمت نہیں ہوئی تو بھاگ کر کمرے میں آئی اور واش روم کا دروازہ پیٹنے لگی۔

"غزنی! غزنی جلدی آئیں۔"

"کیا مصیبت ہے؟" وہ گیلے بدن پر کپڑے چڑھاتے نکل آئے۔ تو وہ کچھ کہنے کے بجائے انہیں سیدھا کچن میں لے آئی جہاں توے پر انڈا کوئلہ ہو چکا تھا۔

"یہ کیا ہے؟" وہ واقعی نہیں سمجھ پائے تھے۔

"انڈا۔" اس کے حلق سے پھنسی پھنسی آواز نکلی تھی۔

"او گاڈ!" غزنی نے اس کی سہمی ہوئی شکل دیکھ کر کچھ کہنے کا ارادہ ترک کر دیا اور توا اتار کر فرائی پین میں انڈے فرائی کیے پھر چائے بھی خود ہی بنائی اور سب کو ناشتا کرانے کے بعد اپنے کمرے میں آئے تو اسے پاس بٹھا کر کہنے لگے۔

"اسی لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ کچھ سیکھ لو' اب بتاؤ دوپہر میں کیا کرو گی کچھ پکانا آتا بھی ہے کہ نہیں۔"

"کیوں نہیں دال چاول اور اس روز میں نے بھابھی کے ساتھ آلو گوشت بھی بنایا تھا' دوپہر میں وہی پکا لوں گی۔" اس نے فخریہ بتا کر کہا۔

"ٹھیک ہے اور بھابھی کے لیے دلیہ۔"

"دلیہ تو مجھے نہیں آتا۔"

"بھابھی سے پوچھ کر بنا لینا اور دیکھو' بچوں کا خیال رکھنا۔ اسکول سے تو آج ان کی چھٹی ہو گئی ہے' انہیں شور نہیں کرنے دینا کہ بھابھی کو تنگ کریں سمجھیں۔" انہوں نے بہت دھیرج سے اسے ہدایات جاری کیں۔

"آپ فکر نہیں کریں' بچوں کو ابھی میں اپنے کمرے میں بلا لوں گی۔" وہ اس وقت بہت سمجھدار بن رہی تھی۔

"ٹھیک ہے' ویسے میں بھی جلدی آنے کی کوشش کروں گا۔ تم پریشان مت ہونا۔" وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے تو وہ پوچھنے لگی۔

"بھیا بھی آفس جا رہے ہیں کیا۔"

"وہ پہلے بھابھی کو ڈاکٹر کے پاس لے جائیں گے اس کے بعد آفس جاؤ تم بچوں کے پاس میں بھی چلتا ہوں۔" وہ گھڑی دیکھتے ہوئے خدا حافظ کہہ کر نکل گئے تو وہ بھی بھابھی کے کمرے میں آ گئی۔

اور پھر دوپہر تک اس کے سارے کام ٹھیک ہو گئے تھے۔ کھانے میں دال چاول بھابھی کے لیے دلیہ اور سب کو کھلا پلا کر وہ دونوں بچوں کو لے کر اپنے کمرے میں آئی تو حسب معمول اس پر نیند سوار ہو گئی۔

"ایسا کرتے ہیں اب ہم سو جاتے ہیں پھر شام میں بیٹ بال کھیلیں گے۔" اس نے تکیے پر سر رکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں چاچی! سونا نہیں ہے۔ ابھی کھیلتے ہیں۔" بچوں نے فوراً اسے ہلانا شروع کر دیا۔

"ابھی کیسے کھیل سکتے ہیں' امی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے ہم شور کریں گے تو انہیں اور تیز بخار ہو

جائے گا۔" اس نے دھیرج سے ان دونوں کو باز رکھنے کی کوشش کی۔

"اچھا سونا نہیں ہے۔"

بچے پتا نہیں کیوں سونے کے نام سے گھبراتے تھے۔ ادھر کاشی اور نشی کا بھی یہی حال تھا اور ان دونوں کو تو وہ بھگا دیتی تھی لیکن اس وقت مجبور تھی کہ کہیں دونوں بھابھی کو نہ تنگ کریں۔ جنہوں نے بس تھوڑا سا دلیہ کھایا تھا پھر دوا لے کر دوبارہ سو گئی تھیں اور اس وقت تو دادی بھی سوتی تھیں ورنہ وہ دونوں کو ان کے پاس بھیج دیتی۔

"چاچی! لڈو کھیلیں؟" ہدایت اللہ نے اس کی آنکھیں بند ہوتے دیکھ کر فوراً اسے ہلا دیا۔

"ہاں جاؤ کھیلو۔" اس نے نیند سے مجبور ہو کر انہیں کھیلنے کی اجازت دے دی اور دوسرے ہی پل غافل ہو گئی۔ بچے لڈو لے کر اس کے پاس آئے لیکن وہ نہیں اٹھی تو دونوں لڈو پھینک کر باہر نکل گئے تھے۔

اور وہ خود سے تو نہیں اٹھتی تھی پھر ابھی تو اسے سوئے ایک گھنٹہ ہی ہوا تھا کہ بری طرح جھنجھوڑے جانے پر اس کے منہ سے برا بھلا نکلنے کو تھا' لیکن غزنی کی تیز آواز نے اسے ایک دم ہوشیار کر دیا۔

"آپ!"

"انتہائی فضول عورت ہو تم ایک دن بچوں کو نہیں دیکھ سکتیں۔ جب اپنے بچے ہوں گے تو ان کا کیا حال کرو گی۔"

غزنی انتہائی غصے میں اسے بازو سے کھینچتے ہوئے کمرے سے باہر آئے تو برآمدے میں بھابھی کی گود میں بلکتے ہدایت اللہ کو دیکھ کر وہ پریشان ہو کر بولی۔

"کیا ہوا ہے؟"

"تمہاری غفلت نے اس کا یہ حال کیا ہے۔"

غزنی اسے برآمدے کی طرف دھکیل دے کر بولے اور وہ کتنی لاپروا اور غیر ذمہ دار تھی اس بات سے بہت خائف رہتی تھی کہ غزنی کسی کے سامنے اسے نہ ڈانٹیں۔ گویا عزت نفس اسے بہت عزیز تھی اور اس وقت غزنی نے اسی کی دھجیاں اڑا کر رکھ دی تھیں۔

وہ سر جھکائے بس آنسو پینے میں لگی رہی اور جب بھابھی کے ٹوکنے پر غزنی پیر پٹختے ہوئے کمرے میں چلے۔ تب وہ بمشکل خود کو گھسیٹتے ہوئے بھابھی کے قریب جا کر پوچھنے لگی۔

"کیا ہوا ہدایت اللہ کو؟"

"سیڑھیوں سے گر گیا ہے۔" بھابھی نے بتایا تو وہ ایک دم ڈھے گئی۔

"یا اللہ! یہ اوپر کیسے چلے گئے۔ میں نے تو انہیں اپنے پاس بٹھایا تھا۔"

"بچوں کو تو موقع چاہیے ہوتا ہے ذرا تمہاری آنکھ لگی ہو گی اور یہ چڑھ گئے اوپر پھر غزنی کے بیل بجانے پر یہ غالباً گیٹ کھولنے کو بھاگے تھے کہ اس کا پیر پھسل گیا اور اوپر سے لڑھکتا ہوا نیچے آیا ہے۔ بس اللہ نے بچا لیا۔"

بھابھی نے بتاتے ہوئے ہدایت اللہ کا چہرہ سیدھا کیا تو اس کے پھٹے ہوئے ہونٹ اور ماتھے پر گومڑ دیکھ کر اسے جھرجھری آ گئی۔

"کہاں بچایا اللہ نے' اتنا تو سوج گیا ہے۔" اس کی سادگی پر بھابھی پریشانی میں بھی بے ساختہ مسکرائیں اور بولیں۔

"اللہ نے کسی بڑی پریشانی سے بچا لیا' خدانخواستہ ہاتھ پیر ٹوٹ جاتا۔"

"اللہ نہ کرے۔" اس نے فوراً کہا پھر خیال آنے پر پوچھنے لگی۔ "آپ کی طبیعت کیسی ہے؟"

"شکر ہے بخار اتر گیا۔"

"میں اس کے لیے سوپ بنا دیتی ہوں۔ آپ بھی پی لیجیے گا۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی تو بھابھی روک کر بولیں۔

"ارے نہیں! تم رہنے دو میں بنا لوں گی۔"

"نہیں آپ آرام کریں ورنہ پھر بخار ہو جائے گا۔" وہ کہتے ہوئے فوراً کچن میں چلی گئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

اور کہا جاتا ہے کہ سر پر پڑتی ہے تو سب آ جاتا ہے لیکن وہ ایک تو فطرتاً لاپروا اور غیر ذمہ داری تھی

UrduPhoto.com

دوسرے قسمت سے جٹھانی اچھی ملی تھیں جو وہ ابھی تک گھرداری سے دور تھی۔ غزنی کے ٹوکنے اور امی کے بہت سمجھانے کا بھی اس پر بس اتنا اثر ہوا تھا کہ کسی کسی وقت بھابھی کا ہاتھ بٹا دیتی لیکن اپنی ذمہ داری نہیں محسوس کرتی تھی اور آج وہ ایک دم سے بہت ذمہ دار ہو گئی تھی۔ رات تک کے سارے کام بالکل بھابھی ہی کی طرح نمٹائے کہیں کوئی غلطی نہیں ہوئی نہ اسے مدد کے لیے غزنی کے پاس بھاگنا پڑا تھا۔ بہت آرام سے آخر میں سب لائٹس آف کرتی اپنے کمرے میں آئی اور نہ صرف غزنی کے سونے کے بعد سوئی بلکہ صبح ان سے پہلے اٹھ بھی گئی تھی۔ جس پر غزنی پہلے حیران ہوئے پھر خوش اور اپنی خوشی میں انہیں ایک بار بھی یہ خیال نہیں آیا کہ انہوں نے کس بری طرح اس کی فطری سادگی' بے فکری کا خون کیا ہے۔

♥ ♡ ♡ ♥

اماں کے آنے میں اب کچھ ہی دن تھے اور اس سے پہلے عید کا شور تھا۔ وہ غزنی کے ساتھ شاپنگ کے لیے گئی تو خانہ داری سے متعلق کتنی کتابیں خرید لائی تھی' جس سے اس نے عید کے دن خوب استفادہ کیا۔ بریانی' قورمہ' کڑھائی بنانے کی کوشش کی' سب نے بہت حوصلہ افزائی کی اور اپنی تعریف پر اس نے مسکرا کر غزنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک ہی جملہ کہا۔

"یہ میرا نہیں ان کا کمال ہے۔"

"بھئی آج تو تم نے کمال کر دیا۔" رات میں غزنی اسے سراہتے ہوئے کہنے لگے۔ "میں تمہیں ایسا ہی دیکھنا چاہتا تھا۔ ذمہ دار' سوبر اور ایکٹو' یقین کرو آج میں بہت خوش ہوں۔"

"اچھا جناب اب سو جائیے ورنہ صبح آنکھ نہیں کھلے گی۔" اس نے کہا تو غزنی لاپروائی سے بولے۔

"نو پرابلم' ابھی تین دن چھٹی ہے۔"

"آپ کی چھٹی ہے' ناشتے کھانے کی تو چھٹی نہیں ہو سکتی۔" اس نے اٹھ کر لائٹ آف کر دی۔

♥ ♡ ♡ ♥

پھر دن گزر گئے۔ اماں آئیں تو وہ بھی اسے دیکھ دیکھ کر حیران ہوتی رہیں۔ کیونکہ ان کے آتے ہی عزیز رشتہ دار مبارکباد کے لیے آنے لگے تھے اور اس نے جس خوبی سے مہمانوں کی خاطر تواضع کی وہ واقعی اماں کے لیے حیران کن تھی کہ یہ وہی لڑکی ہے' جس نے چائے پر کہلوایا تھا کہ مہمانوں سے کہو اپنے گھر جا کر پئیں۔

اور جب وہ امی کے گھر جاتی تو انہیں بھی آرام سے بٹھا دیتی۔ کاشی اور نشی انتظار کرتے رہ جاتے کہ پتیلی جلے یا کوئی برتن ٹوٹے تاکہ وہ اس کا مذاق اڑا سکیں اور وہ کیا مذاق کا نشانہ بنتی اس نے تو مذاق کرنا بھی چھوڑ دیا تھا۔ جیسے قد کاٹھ میں اپنی عمر سے بڑی نظر آتی تھی اس طرح اپنی عمر سے زیادہ سمجھ داری اور ذمہ داری کا ثبوت دینے لگی تھی۔ گھر میں اس نے بھابھی کو بھی مات دے دی تھی۔ پہلے جس طرح انہوں نے اس کا خیال رکھا تھا' اب وہ ان سے زیادہ انہیں آرام پہنچا رہی تھی۔ یہاں تک کہ ابھی وہ کسی کام کا ارادہ کرتیں اور یہ کھڑی ہو جاتی۔

"تم مجھے بے کار کر دو گی۔ دیکھو ہر وقت بیٹھے رہنے سے میں کتنی موٹی ہو رہی ہوں۔ تمہارے بھیا بھی ٹوک رہے تھے۔"

بھابھی نے اس کے ہاتھ سے آٹے کا تسلا لینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"کوئی نہیں۔ بھیا کو کچھ زیادہ نظر آنے لگا ہے شاید۔ آپ جائیے باہر میں کر لوں گی۔" اس نے کہا تو بھابھی زچ ہو کر بولیں۔

"آخر تم مجھے کیوں نہیں کرنے دیتیں۔"

"بہت کر لیا آپ نے اب میری باری ہے۔"

"کوئی باری نہیں مل جل کر کریں گے چلو ہٹو۔" بھابھی کو مجبوراً ڈانٹنا پڑا۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک رہتی ہے۔" دادی جانے کس خیال کے تحت پوچھ رہی تھیں۔

"جی دادی کیوں؟" اس نے جھک کر ان کا چہرہ

دیکھا۔

"آواز نہیں آتی تمہاری۔ بچوں کے ساتھ کھیلتی بھی نہیں ہو۔ کسی نے منع کیا ہے کیا۔"

"ارے نہیں دادی کون منع کرے گا۔" وہ قصداً" ہنسی تھی۔

"پھر۔؟"

"بس اب میں بڑی ہو گئی ہوں اس لیے بچوں کے ساتھ کھیلنا چھوڑ دیا ہے۔" اس نے اپنے تئیں بہت بردباری سے کہا لیکن دادی ہنسنے لگی تھیں۔

یونہی کتنا وقت گزر گیا' اس کی شادی کو پانچ سال ہو گئے تھے اور وہ دو بچوں کی ماں بن کر پہلے سے زیادہ ذمہ دار اور مصروف ہو گئی تھی۔ حالانکہ ابھی بھی اس کی عمر اتنی زیادہ نہیں تھی۔ صرف بائیس سال اور اس کے چہرے پر بھی اتنے ہی ماہ و سال رقم تھے۔ یعنی ذمہ داریوں نے بھی اس کے چہرے کی معصومیت پر کوئی اثر نہیں ڈالا تھا۔ کبھی کبھی وہ خود پر حیران ہوتی کہ اتنی جلدی وہ کیسے بدل گئی جبکہ غزنی اب بھی کبھی شاکی ہونے لگے تھے۔

"کیا کرتی رہتی ہو ہر وقت کبھی میرے پاس بھی بیٹھ جایا کرو۔" وہ ذرا دیر کو بیٹھتی پھر' دادی کی دوا کا وقت ہو گیا ہے' کہتی ہوئی اٹھ کر بھاگ جاتی تو غزنی اس کے پیچھے دیکھتے رہ جاتے اور رات میں بھی وہ اس کا انتظار کرتے کرتے سو جاتے تھے۔

ان دنوں گھر میں خالد کی شادی کا سلسلہ شروع ہوا تو مزید کام بڑھ گئے تھے' پھر شاپنگ کے لیے بھی جانا تھا اور اماں بچوں کو نہیں سنبھال سکتی تھیں۔ بھابھی کے ہدایت اللہ عنایت اللہ تو خیر اب سمجھ دار ہو گئے تھے' لیکن اس کے دونوں بچے اویس اور گڑیا ابھی چھوٹے تھے اور وہ گھر میں موجود ہوتی تب تو دونوں آرام سے اماں کے پاس بیٹھے رہتے۔ لیکن جہاں وہ نظروں سے اوجھل ہوتی رونا شروع کر دیتے اور دونوں کو ساتھ لے کر وہ بازار نہیں جا سکتی تھی۔ اس وقت بھابھی اس سلسلے میں پریشان ہو رہی تھیں کہ اب کیا کیا جائے۔

"ارے بھابھی یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ میں ابھی غزنی کے ساتھ امی کے ہاں چلی جاتی ہوں۔ آپ جب فارغ ہو جائیں تو وہیں آجائیے گا' پھر وہاں سے ہم مارکیٹ چلیں گے۔" اس نے فوراً" حل نکالا۔

"اور بچے؟"

"بچوں کو نشی سنبھال لے گی۔ اس لیے تو میں وہاں جا رہی ہوں۔ نشی کے پاس یہ آرام سے رہتے ہیں اور ہم بھی آرام سے شاپنگ کریں گے۔"

"یہ ٹھیک ہے' میں پھر جلدی سے دوپہر کا کھانا بنا لیتی ہوں اور گیارہ بجے تمہارے پاس آجاؤں گی۔"

بھابھی نے جلدی جلدی ناشتے کے برتن سمیٹتے ہوئے کہا تو اس نے پہلے اماں کو اپنے جانے کا بتایا پھر اپنے کمرے میں آکر گڑیا کا بیگ تیار کرتے ہوئے غزنی کو اپنا پروگرام بتانے لگی۔

"تم صرف بچوں کی شاپنگ کرنا۔" غزنی نے اس کا پروگرام سن کر کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ بیگ بند کر کے انہیں دیکھنے لگی۔

"مطلب تمہاری شاپنگ ہم بعد میں کریں گے۔" وہ غالباً" یہ چاہتے تھے کہ وہ ان کے ساتھ جائے اور وہ سمجھ کر بھی انجان سی بن گئی۔

"بعد میں کہاں وقت ملے گا۔ آج جب جا ہی رہی ہوں تو۔"

"نہیں لو یہ بچوں کے لیے۔" انہوں نے ٹوک کر پیسے اس کی طرف بڑھائے تو اس نے خاموشی سے رکھ لیے پھر ایک کندھے پر بیگ لٹکا کر گڑیا کو اٹھاتے ہوئے بولی۔

"چلیں میں تیار ہوں۔"

"کیا تیار ہو۔ اس حلیے میں تم بازار جاؤ گی۔" وہ اس کے ملگجے کپڑوں اور بکھرے بالوں کو دیکھ کر ناگواری سے بولے۔

"نہیں میں نے اپنے کپڑے بھی بیگ میں رکھ لیے ہیں اگر آپ کو دیر نہیں ہو رہی تو میں ابھی چینج کر لیتی ہوں۔" اس نے کندھے سے بیگ اتارتے ہوئے کہا تو وہ فوراً" بولے۔

UrduPhoto.com

"نہیں اب وہیں کرنا چلو۔" وہ اویس کو اٹھا کر آگے چل پڑے' پھر جب اسے امی کے گھر کے سامنے اتارا تو کہنے لگے۔

"تم بھابھی کے ساتھ گھر چلی جاؤ گی یا یہیں رکو گی۔"

"جیسا آپ کہیں۔"

"یہیں رک جانا' شام میں' میں یہیں آجاؤں گا۔" انہوں نے کہا تو وہ اچھی بات کہہ کر اندر آگئی۔

"السلام علیکم۔ کیا کر رہی ہیں۔" اس نے کچن میں جھانک کر امی کو سلام کرنے کے ساتھ پوچھا۔

"ناشتے کے برتن تھے دھل گئے۔" امی نے نل بند کیا پھر آکر اسے گلے لگاتے ہوئے بولیں۔ "آج تمہیں فرصت مل گئی۔"

"نہیں۔" وہ ہنسی لیکن فوراً" بتایا بھی نہیں کہ وہ کس پروگرام کے تحت آئی ہے۔

"آؤ بیٹا اندر چلو۔" امی نے اس کے گود سے گڑیا کو لے لیا تو وہ اویس کا ہاتھ تھام کر ان کے پیچھے اندر آکر بولی۔

"سب چلے گئے؟"

"ہاں ابھی گئے ہیں تمہارے ابو اور کاشی نشی تو جلدی جاتے ہیں۔ تمہیں غزنی چھوڑ کر گئے ہیں۔" امی نے بتا کر پوچھا۔

"جی جلدی میں تھے۔ شام میں آنے کو کہا ہے۔" اس نے بیگ کھولتے ہوئے کہا پھر اپنے کپڑے نکال کر بولی۔

"میں استری کر لوں۔"

"بہت لاپروا ہو گئی ہو تم اپنے آپ سے۔" امی نے کہا تو وہ ہنستے ہوئے بولی۔

"کیا کروں' بچوں نے اپنا ہوش بھلا دیا ہے۔"

"دو میں یہ حال ہے اگر جو۔"

"بس بس آگے کچھ مت کہیے گا۔ بچے دو ہی اچھے۔"

وہ نشی کے کمرے میں آکر اپنا سوٹ استری کرنے کھڑی ہوئی تو اسے اچانک وہ دن یاد آنے لگے' جب وہ یہاں نشی اور کاشی کے ساتھ کھیلتی تھی اور جب اسے نیند آنے لگتی تو ان دونوں کو باہر نکال کر سو جاتی۔ وہی بیڈ تھا اور وہی اس کا تکیہ اس کا دل چاہا وہ ابھی بھی اسی بے فکری سے سو جائے۔ لیکن پھر فوراً" اس نے سر جھٹکا اور استری سے فارغ ہو کر امی کے منع کرنے کے باوجود دوپہر کا کھانا بنایا اس کے بعد نہا دھو کر تیار ہو گئی۔

بھابھی نے گیارہ بجے آنے کو کہا تھا۔ لیکن وہ جانتی تھی کہ سب کو دوپہر کا کھانا کھلا کر ہی آئیں گی اور ایسا ہی ہوا تب تک نشی بھی اسکول سے آگئی تھی اس لیے وہ بچوں کی طرف سے بے فکر ہو کر بھابھی کے ساتھ نکلی تھی اور زیادہ وقت خالد کی بری کی جو چیزیں رہ گئی تھیں ان کی خریداری میں لگ گیا۔ اس کی دلہن کے لیے بیوٹی بکس اور خاص طور سے میچنگ سینڈلز کے لیے بہت خوار ہونا پڑا تھا۔ اس کے بعد بھابھی نے اپنی اور اپنی بچوں کی شاپنگ کی تو وہ بھی اویس اور گڑیا کے لیے سوٹ اور شوز لے کر فارغ ہو گئی۔

"چلیں بھابھی!"

"کیا مطلب؟ تم اپنے لیے کچھ نہیں لو گی۔" بھابھی نے ٹوکا تو وہ ہنس کر بولی۔

"نہیں میری شاپنگ میرے میاں صاحب کریں گے۔"

"غزنی نے کہا ہے یا تم مجھے ٹال رہی ہو۔" بھابھی نے جانے کس خیال کے تحت پوچھا۔

"ارے میں ٹالوں گی کیوں آپ کو' صبح انہوں نے مجھ سے ہی کہا تھا کہ میں صرف بچوں کی شاپنگ کروں۔ میری وہ بعد میں کریں گے۔" اس نے کہا تو بھابھی خاموش ہو رہیں پھر گھر آتے آتے مغرب کی اذانیں ہونے لگی تھیں۔

گڑیا اب تک نشی کے پاس آرام سے تھی' لیکن اسے دیکھتے ہی رونا شروع کر دیا تو نشی چلا کر بولی۔

"ہائیں سارا وقت تو کھیلتی رہی ہے۔ تمہیں دیکھتے ہی نخرے شروع ہو گئے۔"

"ابھی اپنے پاس رکھو اسے میں بہت تھک گئی

ہوں۔" وہ شاپر ایک طرف ڈال کر بیڈ پر ڈھے گئی۔
"پیدل آرہی ہو کیا؟"
"ہاں طارق روڈ سے پیدل آئیں گے۔" وہ گڑیا کو کھینچ کر اپنے سینے پر لٹاتے ہوئے بولی تو ایک دم اویس کا خیال آیا۔ "اویس کہاں ہے؟"
"کاشی کے ساتھ باہر گیا ہے۔ اللہ نینی تمہارا اویس کتنا بد تمیز ہے۔" نشی نے اویس کا بتا کر کہا تو وہ فوراً بولی۔
"کوئی نہیں۔"
"کیوں نہیں۔ ایک تو میری ساری انک الٹ دی پھر امی سے شکایت بھی کر رہا تھا اور جب میں نے ڈانٹا تو چڑا کر بولا نشی پشی۔" نشی نے بتایا تو وہ ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گئی جس پر نشی مزید تپ گئی۔
"تم ہنس رہی ہو یعنی اس کی بد تمیزی پر۔" وہ ہاتھ سے نہ نہ کا اشارا کرنے لگی کیونکہ اس کی ہنسی رک ہی نہیں رہی تھی۔
"پھر کیا ہو گیا ہے تمہیں؟" نشی احمقوں کی طرح دیکھ رہی تھی۔ کتنی دیر بعد اس کی ہنسی میں کچھ کمی آئی تو کہنے لگی۔
"اپنا وقت یاد کرو، مجھے نینی پھینی کہتی تھیں۔"
"تو تم نے اسے سکھایا ہے۔" نشی اچھل کر بولی۔
"میں کیوں سکھاؤں گی اور ابھی وہ اتنا بڑا بھی نہیں ہوا کہ میں اسے اپنے بچپن کے واقعات سناؤں۔" وہ کہہ کر پھر ہنسنے لگی تو نشی خجل سی ہو کر بھاگ گئی۔
"نشی پشی! اسے کہتے ہیں جیسی کرنی ویسی بھرنی، ہے نا گڑیا چلو پاپا آنے والے ہیں۔"
پھر غزنی آئے تو ان کا ارادہ اسی وقت اسے شاپنگ کرانے کا تھا لیکن وہ پہلے ہی اتنی تھک گئی تھی، دوبارہ بازار جانے کا سنتے ہی اسے چکر آنے لگے، صاف منع کرتے ہوئے بولی۔
"نا بابا! میں بیمار نہیں پڑنا چاہتی۔ کم از کم خالد کی شادی تک کل پرزے رکھیں۔"
"ٹھیک ہے پھر چلو گھر۔" غزنی نے کہا تو نشی فوراً بولی۔
"ایسے کیسے چلو میں کھانا لگا رہی ہوں۔ آپ اندر چلیں۔"
"کھانا!" وہ اسے دیکھنے لگے۔
"ہاں، کھانا کھا کر چلتے ہیں۔" وہ گڑیا کو ان کے پاس بٹھا کر ہاتھ دھونے چلی گئی۔
پھر ہر روز غزنی آفس سے آتے ہی اسے بازار چلنے کو کہتے اور وہ بس ابھی بس ابھی کرتی رہتی۔ کام ختم ہی نہیں ہوتے تھے۔ کیونکہ شادی کا گھر تھا۔ بڑی آپا اور چھوٹی آپا بھی اپنے بچوں سمیت رہنے کو آ گئی تھیں اور سارا وقت بیٹھی بس باتیں ہی کرتی رہتیں۔ ان کی بیٹیوں کو ڈیک سننے اور اپنی تیاریوں سے فرصت نہیں تھی وہ اور بھابھی گھن چکر بنی ہوئی تھیں۔
اس وقت بھی وہ کچن میں مصروف تھی۔ ایک چولہے پر چاول اور دوسری پر بڑی آپا کی فرمائش پر چائے چڑھائے ٹرے میں مگ رکھ رہی تھی کہ غزنی اسے ڈھونڈتے ہوئے وہیں آ گئے۔
"سنو، تمہاری بس ابھی، کب ہو گی۔"
"کیا کروں۔ سب ایسے ہی چھوڑ کر تو نہیں جا سکتی۔ ابھی سب کھانا مانگنے لگیں گے۔" اس نے کھولتے پانی میں چائے کی پتی ڈالتے ہوئے کہا تو غزنی جھنجلا کر بولے۔
"اور یہ چائے۔"
"بڑی آپا نے کہا ہے۔ کھانے سے پہلے اور شاید کھانے کے بعد بھی وہ چائے پئیں گی۔"
"تو ان کی اپنی بیٹیاں موجود ہیں۔ ان سے کہیں، تم نے کیا ٹھیکہ لے رکھا ہے، چلو چھوڑو یہ سب۔" غزنی نے اس کے ہاتھ سے صافی کا کپڑا لے کر پھینک دیا تو وہ عاجزی سے بولی۔
"غزنی پلیز! اتنے لوگوں میں تماشا نہ بنائیں۔ میں بس ابھی فارغ ہو کر آتی ہوں۔"
"ہو چکیں تم فارغ۔" وہ ناراضی سے کہہ کر چلے گئے تو اس نے جلدی جلدی مگوں میں چائے انڈیلی اور ٹرے لے جا کر آپا کے سامنے رکھ دی، پھر واپس کچن میں آ کر چاول دم پر رکھے اور سب کو کھلانے کی ذمہ

داری بھابھی کے سر ڈال کر اپنے کمرے میں آئی تو غزنی موجود نہیں تھے۔ وہ یہی سمجھی کہ گھر میں کہیں ہوں گے۔ تب ہی پندرہ منٹ میں تیار ہو گئی لیکن غزنی نہیں آئے۔ پتا نہیں کہاں چلے گئے تھے۔ وہ انہیں سارے گھر میں دیکھتے ہوئے پھر اپنے مقام یعنی کچن میں جا بیٹھی تھی۔
اور پھر غزنی نے اسے شاپنگ کے لیے کہنا تو در کنار بات ہی نہیں کی۔ مزید ان کی پیشانی پر وہی بل نمایاں ہو گیا تھا جس سے وہ اتنی خائف ہوتی کہ خود سے انہیں مخاطب کرنے کی ہمت ہی نہیں ہوتی تھی۔ البتہ بہانے بہانے سے ان کے آس پاس منڈلاتی رہتی۔ یونہی مہندی، بارات، ولیمہ سارے فنکشنز ختم ہو گئے۔ اس نے اپنے جہیز اور بری میں سے انتخاب کر کے سوٹ پہن لیے تھے، جس پر اماں بہت ناراض ہوئیں کہ اس نے نئے کپڑے کیوں نہیں بنوائے کون سا ان کی اور اولادیں باقی تھیں ایک خالد ہی تو رہ گیا تھا اور غزنی کی بھی اچھی خاصی کلاس لے ڈالی۔ جس پر وہ تلملائے ضرور لیکن بولے کچھ نہیں کیونکہ اس وقت بڑی آپا اور چھوٹی آپا بھی موجود تھیں۔ جبکہ وہ اب نئی دلہن کے جانے کن کاموں میں ادھر ادھر چکراتی پھر رہی تھی۔ اویس اور گڑیا کا بھی خیال نہیں تھا جو نیند سے بے حال ہو رہے تھے۔ آخر غزنی دونوں بچوں کو اپنے ساتھ کمرے میں لے گئے اور انہیں لحاف میں سلا کر خود اس کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ انہیں اس وقت اس پر بہت غصہ آ رہا تھا۔ جسے اپنی تو اپنی اب بچوں کی بھی پروا نہیں رہی تھی اور ان کے پاس دو گھڑی بیٹھنے کا بھی اس کے پاس وقت نہیں تھا۔ پتا نہیں کون سے کام تھے جو ختم ہونے میں نہیں آتے تھے۔
اس وقت گھڑی دو بجا رہی تھی جب وہ کمرے میں داخل ہوئی اور غزنی کو بیٹھے دیکھ کر تعجب سے بولی۔
"آپ سوئے نہیں۔" انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا تو اسے یاد آیا کہ وہ گزشتہ چار دنوں سے اس سے بات بھی نہیں کر رہے۔ تب وہ کچھ دیر اپنی جگہ

UrduPhoto.com

ٹھیک کرنے میں لگی رہی پھر ان کی طرف پلٹ کر بولی۔
"غزنی! آپ اور کتنے دن ناراض رہیں گے۔"
"تمہیں میری ناراضی کی پروا ہے۔" وہ بے اختیار کہہ کر نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا گئے۔
"کیوں نہیں اتنے دنوں سے میں۔" وہ اسی قدر کہہ کر خاموش ہو گئی تو غزنی کچھ دیر اسے دیکھتے رہے پھر اس کا ہاتھ تھام کر اپنے پاس بٹھاتے ہوئے بولے۔
"کیا ہو گیا ہے تمہیں، تم نے کیوں خود کو مشین بنا لیا ہے۔"
"میں نے، میں نے۔۔۔ غزنی آپ نے بنایا ہے مجھے مشین اور آپ کو تو خوش ہونا چاہیے، کیونکہ آپ مجھے ایسا ہی دیکھنا چاہتے تھے۔ ایکٹو، ذمہ دار، سوبر۔" اس نے کہا تو غزنی قدرے سٹپٹا کر بولے۔
"ہاں لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ تم مجھ سے، بچوں سے اور اپنے آپ سے بھی غافل ہو جاؤ۔"
"میں آپ سے تو غافل نہیں ہوئی۔ بتایئے کیا چیز آپ کو وقت پر نہیں ملتی۔"
"تم۔" انہوں نے فوراً کہا تو وہ دکھ سے بولی۔
"میں تو آپ کی خواہشوں کی بھینٹ چڑھ گئی۔ بہت جلدی کی آپ نے غزنی! بس چاہا کہ میں فوراً خود کو بدل ڈالوں اور میں بدل گئی۔ اب اور آپ کیا چاہتے ہیں۔ بھابھی کی طرح میں سارے کام کرتی ہوں۔ سب کا خیال رکھتی ہوں ایک صرف اپنا خیال نہیں کرتی تو کیا ہوا اس سے کسی کا نقصان تو نہیں ہوتا یا ہوتا ہے؟"

غزنی کی سمجھ میں نہیں آیا کیا کہیں اور اسے براہِ راست دیکھنے سے بھی گریز کرنے لگے تو وہ صوفے سے اٹھ کر ان کے پیروں کے پاس گھٹنے ٹیک کر بیٹھتے ہوئے بولی۔
"نظریں مت چرائیں غزنی! میری طرف دیکھیں اور بتائیں کہ آپ مجھ میں اور کیا تبدیلی چاہتے ہیں؟"
"بس کرو۔۔۔" وہ ٹوک کر اٹھنے لگے لیکن اس نے ان کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ دیے۔
"آپ مرد اتنے خود پسند کیوں ہوتے ہیں غزنی! چاہتے ہیں کہ ہر بات آپ کی مرضی کے مطابق ہو حتیٰ کہ جو لڑکی آپ کی زندگی میں آتی ہے اسے بھی آپ اپنی مرضی کے سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں، یہ کیوں نہیں سوچتے کہ وہ بھی ایک جیتی جاگتی انسان ہے۔ اس کے سینے میں بھی دل دھڑکتا ہے اور کوئی ایسا دل ہے جو آرزوؤں، امنگوں اور خواہشوں سے خالی ہو؟۔ نہیں ناں تو آپ نے میرے دل کی پروا کیوں نہیں کی۔ صرف اپنا کیوں سوچا اور اس کے بعد بھی آپ شاکی ہونے کے ساتھ الزام بھی مجھے دے رہے ہیں کہ میں نے خود کو مشین بنا لیا ہے۔
میں مشین نہیں ہوں، میں مشین نہیں ہوں۔" وہ دھیرے دھیرے نفی میں سر ہلاتی گئی۔
"نینی۔۔۔ نینی۔۔۔!" غزنی اس کے کاندھے مضبوطی سے تھام کر بولے۔
"تم اتنا سیریس کیوں لے رہی ہو، یہ ٹھیک ہے کہ میں تمہیں ایکٹو اور سوبر دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن خیر چھوڑو۔۔۔ سارے دن کی تھکی ہوئی اب کیا بحث لے کر بیٹھ گئی ہو۔ چلو سو جاؤ۔۔۔"
وہ کچھ دیر انہیں دیکھتی رہی۔ سمجھ گئی تھی کہ لاجواب ہو گئے ہیں لیکن یہ نہیں سمجھ پائی کہ آیا انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا ہے یا نہیں اور اگر احساس ہو بھی جائے تو کیا میرے اندر کی وہ نٹ کھٹ لڑکی لوٹ آئے گی جو نجانے کہاں کھو گئی۔" وہ سوچتے ہوئے اپنی جگہ پر آلیٹی اور فوراً سوتی بن گئی۔ حالانکہ اب اسے

نیند نہیں آرہی تھی۔ کیونکہ اس کے اندر اچانک وہ کھوئی ہوئی نٹ کھٹ لڑکی مچلنے لگی تھی۔
بہت زیادہ وقت تو نہیں گزرا تھا، جب وہ نشی اور کاشی کے ساتھ کھیلتی تھی۔ ہدایت اللہ، عنایت اللہ اور اگر غزنی اسے اپنی مرضی کے مطابق نہ ڈھالتے تو اب وہ اپنے بچوں کے ساتھ کھیلتی۔
اویس دن میں ایک بار تو ضرور اپنا چھوٹا سا بیٹ لے کر اس کے پاس آتا تھا۔ وہ اسے ڈانٹ کر بھگا دیتی اور پھر اسے بچے کو ڈانٹنے پر جہاں افسوس ہوتا، وہیں دل چاہتا سب کام چھوڑ کر اس کے ساتھ کرکٹ کھیلنے لگے۔ لیکن وہ غزنی سے، بہت خائف تھی کہ کہیں پھر نہ سب کے سامنے ڈانٹنا شروع کر دیں، شاید اسی لیے مرد شادی کے لیے کم عمر لڑکی کا انتخاب کرتے ہیں تاکہ اسے اپنے اشاروں پر چلا سکیں۔ بہرحال اس رات انہیں آئینہ دکھا کر خود بھی، بہت بے چین رہی تھی اور فجر سے کچھ پہلے ہی اس کی آنکھ لگی تھی۔ پھر بھی معمول کے مطابق اٹھتے ہی کچن میں آگئی۔
ابھی چائے کا پانی رکھا ہی تھا کہ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ پچھلے ایک ہفتے سے تو وہ گھن چکر بنی ہوئی تھی۔ پھر رات میں سوئی بھی نہیں تھی اس لیے اب سر چکرانے لگا تھا۔ بڑی مشکل سے ناشتہ بنا پائی اور ٹیبل پر رکھ کر اپنے کمرے میں آتے ہی بستر پر ڈھے گئی۔
"کیا ہوا۔۔۔؟" غزنی برش پھینک کر فوراً اس کی طرف متوجہ ہوئے۔
وہ آنکھوں پر بازو رکھتے ہوئے بولی "کچھ نہیں، بس ذرا چکر آ گیا تھا آپ پلیز ذرا بچوں کو اپنے ساتھ ناشتہ کروا دیجیے گا۔ میں سب کچھ ٹیبل پر رکھ آتی ہوں۔"
"اور تم۔۔۔ تم۔۔۔ ناشتہ نہیں کرو گی؟" غزنی بیڈ کے قریب آ کر پوچھنے لگے۔
"ابھی میرا دل نہیں چاہ رہا۔"
"نینی!" انہوں نے بیٹھ کر اس کا بازو ہلایا "تھک گئی ہو؟"

"نہیں۔۔۔" وہ بازو ذرا سا اوپر کھسکا کر انہیں دیکھتے ہوئے بولی "میں ابھی اٹھ جاؤں گی۔"
"میں اٹھنے کو نہیں کہہ رہا، لیٹی رہو آرام سے۔ میں ناشتہ یہیں لے آتا ہوں۔" وہ قدرے رعب سے کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ تو وہ فوراً بولی۔
"نہیں غزنی! میں وہیں آتی ہوں۔"
"خبردار۔۔۔!" انہوں نے ٹوکا۔ ساتھ ہی انگلی سے لیٹے رہنے کا اشارہ کیا تو وہ منہ پھلا کر بولی۔
"اچھے تو نہیں لگ رہے۔"
"پھر کیسا لگ رہا ہوں۔۔۔؟" انہوں نے مصنوعی خفگی سے پوچھا۔
"بہت ظالم، بہت مغرور اور۔۔۔" مزید اس کی سمجھ میں نہ آیا کیا کہے تو وہ بول پڑے۔
"اور بہت چاہنے والا، وہ بھی ایک پاگل سی لڑکی کو۔"
"کس کو۔۔۔؟" وہ اچھل کر بولی، لیکن پھر فوراً جھینپ گئی۔ کیونکہ ان کی آنکھوں میں چاہتوں کے سارے رنگ صرف اسی کے لیے تھے جو اس کے اندر کی نٹ کھٹ اور زندہ دل لڑکی کو پھر سے زندہ کر گئے تھے۔

UrduPhoto.com